محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

قمر اجنالوی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

ادارۃ العالیہ کی تبلیغی پیشکش

محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

قمر اجنالوی

ملنے کا پتہ

ادارۃ العالیہ - مغل پورہ - لاہور

عالمگیر بکڈپو - سید مٹھا بازار - لاہور

طبع اوّل ... ۱۰۰۰ قیمت ... ۲عہ

۱۹۴۵ء کی اُس تاریخی رات کے نام ـــــ جس کی

فردوسی ساعتوں میں مجھ تہی عمل کو سرورِ کائنات

فخر الاولین والآخرین حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت نصیب ہوئی۔ اے کاش ـــــــ!

وہ رات پھر بھی آسکے۔

قمر اجنالوی

بحضورِ ساقیِ کوثر

(قمر اجنالوی کی تاریخی کتاب "مثنوی اسلام" کا ایک ورق)

پلا آبِ کوثر کا وہ جام ساقی
کہ مٹ جائیں باطل کے اوہام ساقی

مری زندگانی ترا عشق سادہ
مرا دین و ایماں ترا نام ساقی

فقط خدمتِ دیں کی ہے دل میں خواہش
نہیں شہرتوں سے مجھے کام ساقی

یہی ہے تمنائے آغازِ ہستی
کہ ہو جائے بالخیر انجام ساقی

خطا کاریاں تو ہے انساں کا شیوہ
خطا پوشیاں ہے ترا کام ساقی

اہانت گوارا نہیں زندگی کی
مٹا دے کہیں فکرِ ایام ساقی

سرِ کوہِ فاراں تو دکھلا چکا ہے
چمک اب دکھا تو لبِ بام ساقی

عطا کر ذرا قوتِ دستِ حیدرؓ
کہ مرغِ حرم ہے تہِ دام ساقی

مدد کہ ہوئی یورشِ کفر و باطل
بچا کہ ہے خطرے میں اسلام ساقی

ہو گرم کر دے نویدِ ظفر سے
اٹھے حق کی آواز ہر خشک و تر سے

گذارشات

الحمدللہ کہ اعلان کے مطابق ہم جناب قمر اجنالوی کی تصنیف "محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم" پیش کر رہے ہیں۔ اس کی اشاعت کے سلسلہ میں ہمیں سب سے اوّل حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرنا ہے کیونکہ اگر کاغذ کا کوٹا منظور نہ ہوتا تو نہ معلوم اس مفید کتاب کی اشاعت بھی کب تک معرض التوا میں رہتی۔

جو لوگ اشاعت اسلام کا درد رکھتے ہیں ان سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اس قیمتی کتاب کو غیر مسلم احباب میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کریں کیونکہ اس کی اشاعت کا مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب غیر مسلم احباب اس کا مطالعہ کریں۔ جو احباب اس کتاب کو پسند فرمائیں اور اس کے متعلق کوئی رائے پیش کرنا چاہیں وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں ہم خندہ جبینی کے ساتھ ان کی رائے کا خیر مقدم کریں گے۔

جناب ملک عبدالحی صاحب اور جناب چوہدری عبدالکریم صاحب کے علاوہ ہم کارکنان عالمگیر پریس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا۔

۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء
گنج منگلپورہ لاہور

معتمدان
ادارۂ عالیہ

قمر اجنالوی کی یہ کتاب دیباچہ وغیرہ سے بے نیاز
ہے۔ جو صاحب اس کا مُطالعہ کریں گے وہ سمجھ لیں گے کہ اس
کا ایک ایک لفظ رُوح پرور اور حیات افروز ہے قارئین
سے گذارش ہے کہ وہ اسے پڑھنے کے بعد کسی دوسرے
صاحب کو پڑھائیں۔ اس کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ
یہ ایک کار خیر کریں گے۔

(عاصیم ملک)

باب اوّل

ہنود اور اہل زردشت

اسلام اور بانی اسلام

اس مختصر سی کتاب میں سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور سیرت کی گنجائش نہیں۔ یہ کام انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں کیا جائے گا۔ یہاں ہم صرف مختلف مذاہب کی کتب سے حضور صلعم کی صداقت پر روشنی ڈالیں گے اور ثابت کریں گے کہ قریبًا ہر مذہب نے حضور پاکؐ کی آمد کی اطلاع دی تھی۔ صاحبانِ کتاب خواہ وہ ہندو ہوں، خواہ پارسی، خواہ یہودی، خواہ عیسائی، خواہ سکھ اگر فکر و تدبر سے کام لیں تو یقینًا ان کے دل نور ایمان سے منور ہو جائینگے۔ اور وہ اس صداقت پر گواہی دے اٹھیں گے کہ فی الواقع حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پاکباز نبی اور انسانوں کے نجات دہندہ ہیں۔ حضور نے جو دین پیش کیا وہ اس قدر سادہ اور آسان ہے کہ دنیا کے تمام انسان اسے قبول کر سکتے ہیں۔ اسلام آقا و غلام، شاہ و گدا، سفید و سیاہ اور نام و نسب کی امتیازی خصوصیات کو مٹا کر آدم کے تمام بیٹوں کو ایک اسٹیج پر لے آتا ہے۔ جہاں اگر وہ محض انسان اور خدا کے بندے معلوم ہوتے ہیں۔

اسلام کے دینی مسائل اس قدر عام فہم اور واجب التسلیم ہیں کہ ہر شخص ان پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔

اسلام کا خدا کسی خاص قوم یا خاص ملک کا خدا نہیں - بلکہ وہ تمام جہانوں کا خدا ہے -

اسلام کا نبی صرف عربوں ہی کا نبی نہیں بلکہ وہ دنیا کے تمام انسانوں کا نبی ہے اور تمام انسانوں کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے -

اسلام میں ہر شخص روحانی مدارج حاصل کر سکتا ہے -

اسلام کا ایک مرکزی نقطہ یہ ہے کہ جو شخص تقویٰ یا نیکی میں بڑا ہے - خدا کے نزدیک درحقیقت وہی معزز اور لائق عزت ہے - دولت اور ذاتی جاہ وجلال کسی انسان کے بڑا ہونے کا معیار نہیں -

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک کریں -

اسلام کہتا ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب مثلاً یہودیت، عیسائیت، دین زرتشت اور ہندومت وغیرہ بے شک کسی زمانے میں سچے مذہب تھے - کیونکہ ان کو خدا کے مقدس نبیوں نے قائم کیا تھا مگر ان انبیا کی وفات کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ان مذاہب میں نئی نئی باتیں داخل ہوتی چلی گئیں جن کو اصل مذہب کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا - اس طرح ان کے ماننے والے صحیح تعلیمات کو بھلا کر دنیا پرستی میں مشغول ہو گئے -

غرض اسلام کسی مذہب کو بھی بُرا نہیں کہتا - ہاں اس امر سے کوئی انکار نہ کر سکے گا کہ پہلے زمانہ میں خدا کے نبی، اوتار اور بزرگ انسان اپنے اپنے ملک اور اپنی اپنی قوم کے لئے آتے رہے - کیونکہ زمانہ کی ضروریات کے پیش نظر یہی مناسب تھا - اور ان انبیا میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول یا پیغمبر ہو کر آئے ہیں - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی - جیسا کہ بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی موسوی شریعت کی تجدید کے لئے آئے تھے اور بنی اسرائیل

کے سوا آپ نے کسی دوسری قوم سے خطاب نہیں کیا۔ حضرت زردشت علیہ السلام صرف اہل ایران کے لئے تھے اور حضرت کرشن علیہ السلام ملک ہند میں مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے صرف ہندو قوم کو تعلیم دی۔ اب ایک ایسی تعلیم اور ایسے مذہب کی ضرورت تھی جو دنیا کے تمام انسانوں کی مشترکہ جائداد کہلائے چنانچہ خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اس مقدس رسول پر ایسی شریعت نازل کی جو گزشتہ تمام مذاہب پر حاوی اور عالمگیر تھی قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ اب انسانوں کے لئے ایک ہی مذہب اور ایک ہی شریعت ہے۔ کیونکہ اسلام تمام مذاہب کا خلاصہ اور تمام مذاہب سے بہتر تعلیم پیش کرتا ہے۔ اس لئے اب ہم کو علیحدہ علیحدہ مذاہب کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ ذہن انسانی ارتقا کے انتہائی مراحل طے کر چکا ہے اور اب اس کے سامنے ایسی تعلیم پیش کر دی گئی ہے جس کی روشنی میں وہ زندگی کی تمام گتھیوں کو سلجھا سکتا ہے۔

اسی تعلیم کے مد نظر ہم دنیا کی تمام اقوام کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور دکھلاتے ہیں کہ ان کی اپنی کتب میں یہ پیشگوئیاں درج تھیں کہ عرب میں ایک ایسا عظیم الشان نبی آئے گا جس کی تعلیم عالمگیر ہوگی اور وہ تمام انسانوں کے لئے شفیع اور باعث رحمت ہوگا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ان پیشگوئیوں کا بغور مطالعہ کریں اور اگر کسی تحریر کردہ عبارت سے متعلق ان کو مزید تشریح یا وضاحت کی ضرورت ہو تو ادارہ کی معرفت مصنف سے خط و کتابت کریں۔

اتھروید کی پیش گوئی

لکھا ہے:۔

"اے لوگو! اسے بڑے زور سے سنو۔ مہامت لوگوں میں ظاہر ہوگا۔ ہم ہجرت کرنے والے کو ۶۰ ہزار اور ۹۰ دشمنوں سے پناہ دیں گے

اس نے ممح رشی کو سینکڑوں سونے کے سکے - دس حلقے - تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں۔"

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ تا ۳)

اتھروید کے ان منتروں میں "مہامت" اور "ممح رشی" سے مراد درحقیقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ یہاں صرف زبان اور لہجہ کے اختلاف کی وجہ سے "محمدؐ" کو "مہامت" کہا گیا ہے۔

ان منتروں میں بتایا گیا ہے کہ مہامت رشی پہلے ہجرت کریں گے لیکن بعد میں وہ ایک عظیم الشان فتح حاصل کریں گے۔

اس عبارت میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

"دس حلقے" یہ وہ عشرہ مبشرہ ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلعم نے جنت کی بشارت دی۔

"تین سو عربی گھوڑے" غالباً اصحاب بدر کی طرف اشارہ ہے۔ پیشگوئیوں میں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض اوقات تغیر و تبدل ہو جاتے ہیں ممکن ہے یہاں درحقیقت ۳۱۳ کا عدد ہو۔

"دس ہزار گائیں" ان سے مراد وہ دس ہزار صحابہؓ ہیں جن کی معیت میں آنحضرت صلعم مکہ میں آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی کہتے ہیں:-

"دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔" (استثناء باب ۳۳ نشان ۱)

نیز حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔"

(غزل الغزلات باب ۵)

پس اتھروید کی بتائی ہوئی دس ہزار گائیوں سے مراد وہ دس ہزار صحابہؓ ہی ہیں جن کا پہلے صحیفوں میں ذکر ہے۔

مہارشی ویاس جی مہاراج کی پیشگوئی

ہندو بھائیوں میں مہارشی ویاس جی مہاراج کا درجہ بہت بلند ہے۔ انھوں نے ایک کتاب "بھوشیہ پوران" نامی لکھی ہے جس میں وہ حضرت محمد عربی صلعم کا ذکر بطور پیشگوئی درج کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں حضورؐ کا مذہب آئے گا۔ پر لطف بات یہ ہے کہ جس مسلمان کے ذریعہ اسلام باقاعدہ ہندوستان میں آیا اس کا نام بھی محمدؐ (بن قاسم) ہی تھا۔ اس پیشگوئی میں رشی مہاراج آنحضرت صلعم کا نام "مہامد" لکھتے ہیں۔ جو دراصل محمدؐ ہی ہے۔ کیونکہ سنسکرت میں محمدؐ لکھتے وقت اختلاف رسم الخط کی وجہ سے "مہامد" یا "مہامت" ہی لکھا جائے گا۔ ویاس جی فرماتے ہیں کہ وہ خدا کے بہت پیارے بھگت ہوں گے۔ نیز محبت کے ساتھ اپنا سلام عرض کرتے ہیں۔ لکھا ہے۔

"ایک اچاریہ (گرو) مہامد نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو کو پنج گویہ سے ملے ہوئے پانی کے ساتھ اشنان کرایا اور چندن وغیرہ سے اس کی پوجا کر کے من میں ایشور سے پرارتھنا کی۔ بھوج راج بولا — "عرب دیش کے باسی! پاربتی کے ناتھ! تجھکو میرا نمسکار ہو۔ ہے ایشور کے بہت پیارے بھگت! تجھکو میرا بار بار نمسکار ہو۔ تو مجھکو اپنی سیوا میں آیا ہوا نوکر جان!" اس طرح راجا کے بچن سن کر مہامد مہاراج نے راجہ کو اشیرواد دی اور کہا "ہے راجہ! ایشور تیرا کلیان کریں گے —"

(بھوشیہ پوران کھنڈ ۳ شلوک $\frac{5}{27}$)

اس عبارت سے جو ایک کشفی منظر پیش کر رہی ہے صاف ظاہر ہے کہ عرب میں محمدؐ نام خدا کے ایک بہت پیارے بھگت یعنی نبی اور رسول ہوں گے۔ اور استعارۃً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہب ہندوستان ضرور آئے گا۔

اے ہندو بھائیو! جب وید اور رشی ویاس جی مہاراج کی مشہور کتاب

سے آنحضرت صلعم کی صداقت ثابت ہوگئی تو پھر آپ کیوں عرب دیش کے مہاآند مہاراج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے؟

حضرت زردشتؑ کی پیش گوئی

ایران میں حضرت زردشت علیہ السلام خدا کے مقدس نبی گزرے ہیں۔ انھوں نے بھی اس مرد تازی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشگوئی کی ہے۔ دین زردشت کے دو صحیفے ہیں اوّل "ژندا وستا" —— دوم "دساتیر" یعنی شرح وقوانین کی کتاب —— دساتیر ساسان اوّل کا نامہ ہے جو دین زردشت کے مجدد اعظم تھے۔ دساتیر میں انھوں نے حضرت زردشت کی وہ پیشگوئی نقل کرکے اُس کی تشریح بھی کی ہے۔ دساتیر پہلے پہلوی زبان میں تھی۔ ایران کے مشہور بادشاہ ناصرالدینؒ قاچار کے عہد میں اس کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ذیل میں ہم فارسی کا اصل ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

"اینک[1] نشان روز بد رسید۔ راستکاری وجاں سپاری در ایرانیاں نماند۔ چوں چنیں کارہا کنند۔ از تازیاں مردے پیدا شود کہ از پیرواں او دہیم وتخت وکشور دائیں ہمہ برافتد وشوند سرکشاں زیردستان بینید بجائے پیکرگاہ وآتش کدہ خانہ آباد بے پیکراں شدہ۔ نماز بروں سو کردر تازیاں است۔ درریگ ہا ماوراں ساختہ آباد است و دراں پیکر ہائے اختراں بود۔ گوید شود۔ آں خانہ بروں سودار ند ازاں پیکر ہا"

(سفرنگ دساتیر ص۱۸۸ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۰ھ)

ترجمہ:۔ وہ بُرے دن آئیں گے کہ ایرانیوں میں راستکاری اور جاں سپاری نہ رہے گی۔ جب وہ بُرے کام کریں گے تو عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا جو ابراہیمؑ کے

---

[1] یہ پیشگوئی "ژندا وستا" میں بھی مرقوم ہے۔

پیروکاروں میں سے ہوگا - ایرانیوں کا تخت و ملک تاخت و تاراج ہوگا - اور سرکش لوگ زیردست ہو جائیں گے - ایران کے آتش کدہ اور بت خانہ کی بجائے بے تصویر مکان کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی جائے گی - یہ مکان صحرائے عرب میں ہے جس میں ستاروں کی تصاویر ہیں - ان کو اکھیڑ کر وہاں نماز پڑھی جائے گی"

اس پیشگوئی میں صاف مرقوم ہے کہ وہ مرد تازی یعنی آنحضرت صلعم حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہوگا - پھر فتح ایران کی خبر ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس نبی کے ذریعہ جو دین قائم ہوگا اس کے ماننے والے کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھیں گے اور بتوں اور تصاویر کو وہاں سے اکھیڑ دیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام سے قبل کعبہ میں بتوں کے علاوہ مختلف قسم کی تصاویر بھی رکھی ہوئی تھیں - جن میں سے بعض تصویریں مشہور اجرام فلکی کی تھیں کیونکہ وہ لوگ ستارہ پرست بھی تھے۔

پھر لکھا ہے :-

"و باز ستانند جائے آتشکدہ ہائے مدائن و گرد ہائے آں و توس و بلخ و جا ہائے بزرگ و آئین گیر ایشاں مردے باشد سخنور و سخن او درہم پیچیدہ" (سفرنگ دساتیر)

اور وہ (یعنی مسلمان) آتشکدوں کی جگہیں لے لیں گے - مدائن اور اس کے علاقے نیز توس و بلخ اور مقامات مقدسہ پر قبضہ کریں گے - ان کا مرد (نبی) صاحب کلام ہوگا اور اس کا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہوگا -

اس پیشگوئی میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان ایران کے مشہور شہروں اور ایرانیوں کے مقدس مقامات اور آتشکدوں پر قبضہ کریں گے - اور ان کا نبی نہایت فصیح و بلیغ کلام کرنے والا ہوگا - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دوست اور دشمن تمام اعتراف کرتے ہیں کہ حضور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ گفتگو فرماتے تھے نیز قرآن مجید خود اس پیشگوئی کا زندہ ثبوت موجود ہے جس کی فصاحت و

بلاغت کے سامنے عرب کے وہ فصحاً اور بلغاء عاجز آگئے جو اس فن میں دنیا کے کسی اہل زبان کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے متعلق محققین کی آراء ملاحظہ ہوں۔

"قرآن کی زبان بلحاظ الفاظ عرب نہایت فصیح ہے - اس کی انشائی خوبیوں نے اُسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے - علاوہ ازیں اس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں۔" (پاپولر انسائیکلو پیڈیا جلد ۷ ص ۳۲۶)

نیز کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب " الاسلام " میں آنحضرت صلعم کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امّی تھا - تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوعِ انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔" (الاسلام)

فتح ایران کے متعلق وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے عہد خلافت میں ایران مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا - جن حضرات کو اس فتح کے متعلق مکمل حالات معلوم کرنے کا شوق ہو وہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں۔

حکیم جاماسپ کی پیشگوئی

حکیم جاماسپ حضرت زردشت کے خاص خلیفہ اور دین زردشت کے بہت بڑے مجدّد گزرے ہیں - علوم روحانیہ کے علاوہ ان کو ستارہ شناسی میں بھی ایک خاص ملکہ تھا - چنانچہ گشتاسپ شاہ ایران کے حکم سے انھوں نے از روئے قواعد بخوم ایک کتاب " جاماسپ نامہ " تیار کی - یہ کتاب پرانی زبان ژند میں

تھی۔ جس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ جب ستارے خانہ آتشی بُرجِ حمل میں جمع ہو جائیں گے۔ زہرہ برج حمل میں ہوگا۔ آفتاب بُرجِ ثور اور برجِ جوزا دونوں میں اور مریخ برجِ دلو میں ہوگا تو اس وقت ——

"مردے بیرون آید از زمین تازمان از فرزندان ہاشم بزرگ سر و بزرگ تن و بزرگ ساق و بردینِ جدِّ خویش بود۔ با سپاہ بسیار و روئے بایران نہند و آبادانی کند۔ زمین پر داد کند و از داد وے باشد گرگ با میش آب خورد۔ اندراں وقت کہ قران بجوزا بود و آفتاب بایشاں بود۔ کوہ و دشت پر از مردم شوند و پُر از حیوان شود۔"

(جاماسپ نامہ فارسی)

یعنی:۔ ایک مرد زمین عرب سے نکلے گا جو نسل ہاشم سے ہوگا۔ بزرگ سر مقدس وجود اور بزرگ پنڈلیوں والا۔ جو اپنے جدّ کے مذہب پر ہوگا اور سپاہ کثیر کے ہمراہ ایران پر حملہ کرے گا۔ اور ایران کو گویا ازسرِنو آباد کرے گا۔ زمین اس کے انصاف کے ساتھ بھر جائے گی۔ حتیٰ کہ بھیڑیئے بکری کے ساتھ پانی پئیں گے۔ اس وقت قران بُرجِ جوزا میں ہوگا۔ اور آفتاب اس مرد کے رُخ پر۔ کوہ و دشت انسانوں اور حیوانوں سے پُر ہو جائیں گے۔

اس عبارت سے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حکیم جاماسپ کے نزدیک ایران کو اسلام ہی کے ذریعہ سے نئی زندگی ملے گی۔

باب دوم

بنی اسماعیل کا ذکر

حضرت ابراہیم کی ہجرت

۲۰۰۰ قم کا ذکر ہے جب بابل کی سلطنت عروج وکمال پر تھی۔ وہاں کے حاکم نمرود کے رعب وجلال اور عسکری قوت کو دیکھ کر تمام بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے۔ نمرود کی رعونت نے جب اور ترقی کی تو اس نے اپنا ایک سونے کا بُت بنوایا اور بابل کے معبد اعظم میں نصب کروا کر حکم دیا کہ تمام لوگ اُس بت کو سجدہ کریں۔ کیونکہ نمرود ہی اس وقت تمام دنیا کا بادشاہ اور رقادر ہے۔ اس کے اس دعوی کے پیش نظر خدا نے اپنے مقدس نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس دوران میں نمرود خدائی کا دعویٰ مکمل کر چکا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ نے حکم الٰہی کے ماتحت اسے تبلیغ کی اور توحید کا درس دیا۔ مناظرے بھی کئے لیکن نمرود خدا کا قائل نہ ہوا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو تکالیف دینا شروع کیں۔ حتیٰ کہ آپ کو آگ میں پھینکا گیا۔ مگر نصرت الٰہی سے وہ آگ گلزار بن گئی۔

غرض ابراہیمؑ نے جب دیکھا کہ نمرود اور اس کی قوم میرے سخت خلاف ہے تو وہ بابل سے ہجرت کر کے مصر میں آگئے۔ ان کی بیوی سارہ اور برادر زادے حضرت لوطؑ بھی ان کے ساتھ تھے۔

اس وقت مصر کا بادشاہ رقیون[1] تھا۔ جو در اصل بابل کا بادشاہ تھا۔ رقیون نے سارہ کو بابل کی عورت سمجھ کر اپنے لیئے پسند کیا۔ لیکن خدا نے بذریعہ خواب اُسے اس ارادہ سے باز رہنے کی تنبیہ کی اور بتایا کہ وہ ایک نبی کی بیوی ہے۔ اس مُنذر خواب کو دیکھ کر رقیون ڈرا۔ اس نے حضرت ابراہیم کی بڑی مہمان نوازی کی اور ان کے ساتھ اپنے تعلق قائم کر کے احترام نبوت میں اپنی ایک عزیز بیٹی ہاجرہ آپ کے نکاح میں دے دی۔

(بیابان فاران کا واقعہ)

حضرت ہاجرہ کو یہی شرف نہیں کہ وہ شہزادی تھیں بلکہ بائبل سے پتہ چلتا ہے کہ سارہ کی نسبت خدا کے ہاں اُن کا درجہ بھی بلند تھا اور خدا کے فرشتے ان پر نازل ہوا کرتے تھے۔ بخلاف اس کے سارہ پر کبھی کوئی فرشتہ نازل نہ ہوا دیکھیئے فرشتہ حضرت ہاجرہ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی بشارت دیتا ہے:۔

"پھر خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے۔ اور خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُس کا نام اسمٰعیلؑ رکھنا۔

(پیدائش باب ۱۶ نشان ۱۰)

چنانچہ اس بشارت کے ماتحت ہاجرہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔ اور خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ کے حق میں ایک اور بشارت دی کہ:۔

---

[1] ابراہیم حسن مصری نے اپنی تاریخ میں رقیون کا نام طوطیس بن مالیا لکھا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ طوطیس بن مالیا نے ہی حضرت ہاجرہ کے لیئے دریائے نیل سے بحیرہ احمر تک ایک نہر نکالی۔ ہو سکتا ہے اس کا شاہی نام طوطیس ہی ہو اور رقیون لقب۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہاجرہ جس کے لیئے مصر کے بادشاہ نے اتنی لمبی نہر کھدوائی کوئی معمولی عورت نہ تھی۔ بلکہ بادشاہ کی بہت ہی عزیز بیٹی تھی۔

"اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی - دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا - اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُس سے بڑی قوم بناؤں گا"

(پیدائش باب ۱۷ نشان ۲۰)

اسمٰعیلؑ ابھی بچہ ہی تھے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک دن ان کو اور اپنی بیوی ہاجرہ کو ہمراہ لے کر ایک بے آب و گیاہ وادی کی طرف روانہ ہوئے - جہاں پتھروں اور ریت کے تودوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا -

ہاجرہ نے پوچھا -

"ہمیں کہاں لئے جا رہے ہو"

لیکن حضرت ابراہیم خاموش رہے - پھر پوچھا پھر خاموش رہے - حتیٰ کہ ایک نہایت ہی ویران مقام پر پہنچ کر رک گئے - کچھ کھجوریں اور پانی کا ایک مشکیزہ اپنی بیوی کے حوالے کیا - اور خود اکیلے واپس چل دیئے - یہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ بے تابانہ اُن کے پیچھے دوڑیں - اور بولیں -

"آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑے جا رہے ہیں ؟"

اس وقت کا نظارا بھی ایک عجیب دردناک نظارا تھا - حضرت ابراہیم خاموش تھے اور ہاجرہ مظلومیت اور درد بھری نگاہوں کے ساتھ ان کو دیکھ رہی تھیں - جب ابراہیمؑ نے کچھ جواب نہ دیا - تو وہ پھر گویا ہوئیں -

"اس بے آباد ویرانے میں ہمیں آپ کیوں چھوڑے جا رہے ہیں ؟"

یہ انتہائی غم انگیز سوال سُن کر حضرت ابراہیمؑ کے دل میں درد اور محبت کا دریا جوش مارنے لگا مگر پھر خاموش رہے آخر ہاجرہ نے پوچھا -

"کیا یہ خدا کا حکم ہے ؟"

حضرت نے آہستہ سے جواب دیا -

"ہاں"

اور یہ کہہ کر پھر چل پڑے۔ ہاجرہ رُک گئیں اور کہنے لگیں۔

"اگر یہ بات ہے تو جائیے۔ خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا"۔

پھر آپ بچے کو گود میں لے کر ایک جگہ پر بیٹھ گئیں۔ آخر جب کھجوریں اور پانی ختم ہوگیا۔ اور بچہ پیاس کی شدت سے بلکنے لگا۔ تو آپ سخت گھبرائیں۔ اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ چاروں طرف سائیں سائیں کرتا ہوا صحرا۔ گرم اور خشک ٹیلوں۔ تپتی ہوئی ریت اور تپش کے علاوہ وہاں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ اس وقت کا منظر بائبل یوں پیش کرتی ہے۔

"جب مشک کا پانی چک گیا۔ اس نے اُس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ اُس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دُور جا بیٹھی۔ کیونکہ اُس نے کہا۔ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں سو وہ سامنے بیٹھی اور چلّا چلّا کر روئی۔ تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ! تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر۔ کہ اُس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی اٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اُس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور لڑکے کو پلایا"۔ (پیدائش باب ۲۱ نشان ۱۵ تا ۱۹)

دراصل واقعہ یہ ہے کہ اسمٰعیل نے پیاس کی شدت سے بلک بلک کر جہاں ایڑیاں رگڑی تھیں۔ خدا کی قدرت سے وہاں ایک چشمہ جاری ہو گیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

"خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا۔ وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا"۔ (پیدائش باب ۲۱ نشان ۲۰، ۲۱)

ان واقعات سے بالتصریح ثابت ہے کہ خدا کے حضور ہاجرہ اور ان کے

لڑکے اسماعیلؑ کا درجہ بہت بلند تھا۔ یوں تو حضرت ابراہیمؑ کی کئی بیویاں تھیں لیکن ہاجرہ اور سارہ کے فرزندوں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے حق میں خدا کے خاص دعدے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

خدا نے نام رکھا۔ ہاجرہ کے فرزند اسماعیلؑ کا۔ پیدائش باب ۱۶ نشان ۱۱)
" " سارہ کے فرزند اسحاقؑ کا۔ " باب ۱۷ " ۱۹)
خدا نے برکت دی۔ ہاجرہ کے فرزند اسماعیلؑ کو (" ۱۷ " ۲۰)
" " سارہ کے فرزند اسحاقؑ کو (" ۱۷ " ۱۹)
خدا ساتھ تھا۔ ہاجرہ کے فرزند اسمٰعیلؑ کے (" ۲۱ " ۲۰)
" " سارہ کے فرزند اسحاقؑ کے (" ۲۶ " ۲۴)
قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا ہاجرہ کا فرزند اسمٰعیل (" ۱۷ " ۶)
" " " " " (" ۲۵ " ۱۴)
" " " سارہ کا فرزند اسحاق (" ۱۷ " ۶)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ خدا کی برکت دونوں بھائیوں کے ساتھ برابر شریک ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی زندگی ہی میں ان دونوں کے علیحدہ علیحدہ ملک تقسیم کر دیئے تھے۔ چنانچہ ملک عرب جو مصر کی ندی اور فرات کی ندی کے درمیان ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کو دیا اور ملک شام حضرت اسحاق کو۔

بنی اسماعیل)

اسماعیلؑ کی اولاد عرب میں چاروں طرف پھیل گئی۔ بائیبل کے بقول اُن کے بارہ بیٹوں کے نام یہ ہیں:۔

"اسماعیل کا پہوٹھا نبیط۔ اور قیدار اور ادبئیل اور مبسام اور مسمعا اور دومہ اور مسّا اور حدد اور تیمہ اور یطور اور نفیس اور قدمہ۔ یہ اسماعیل کے بیٹے ہیں اور ان کے نام ان کی بستیوں اور قلعوں میں یہی ہیں۔ اور یہ اپنی امتوں کے بارہ رئیس تھے۔"

(پیدائش باب ۲۵ نشان ۱۳ تا ۱۶)

یہ بنی اسماعیل ہیں۔ (تواریخ باب ۱ نشان ۳۱)

بنی قطورا

بنی اسمٰعیل کے علاوہ عرب میں ایک اور قوم بھی آکر آباد ہوئی جو بنی قطورہ کہلاتی ہے بائیبل میں لکھا ہے۔

"اور ابراہیم نے ایک اور بیوی کی جس کا نام قطورا تھا اور اس سے زمران اور یقسان اور مدان اور مدیان اور اسباق اور سوخ پیدا ہوئے اور یقسان سے سبا اور دوان پیدا ہوئے اور دوان کے فرزند اسوری۔ سطوسی اور لومی تھے۔ اور مدیان کے بیٹے عیفہ اور عفر اور حنوک اور ابیداع اور الدوعا تھے" (پیدائش باب ۲۵ نشان ۱ تا ۴)

اور (تواریخ باب ۱ نشان ۳۲)

اب آپ بنی اسماعیلؑ اور بنی قطورا میں سے صرف مندرجہ ذیل نام ذہن نشین کر لیجیے۔ کیونکہ آئندہ اوراق میں ہم کچھ ایسی پیشگوئیاں درج کریں گے جن میں ان ناموں کا ذکر آئے گا۔

بنی اسمٰعیل میں سے

نبیط۔ قیدار۔ اور تیمہ

بنی قطورا میں سے

مدیان۔ سبا۔ دوان۔ اور عیفہ

بنی اسمٰعیل اور وادی بکہ

بنی اسمٰعیلؑ کے حق میں خدا کا وعدہ تھا۔ کہ میں انہیں اپنے انعامات سے سرفراز کروں گا۔ حضرت اسمٰعیلؑ عرب میں آباد ہوئے۔ وہ فاران کے جس بیابان میں رہتے تھے۔ وہاں ایک بہت پرانا معبد تھا۔ جس کے متعلق آج تک صحیح تحقیق نہیں ہو سکی۔ کہ کس نبی نے تعمیر کیا تھا۔ بعض مصنفین اس کی تعمیر

کو حضرت آدمؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بہر حال حضرت ابراہیم کے وقت میں وُہ قریباً منہدم ہو چکا تھا۔ اُس کے معبد پر بھی خدا کے فضل کا سایہ تھا اور آخر ایک دن وُہی معبد تمام اقوام کا قبلہ بننے والا تھا۔

حضرت اسماعیلؑ کے فیضان سے فاران کے بیابان میں ایک کوآں تو پیدا ہو ہی گیا تھا۔ اور ان کی وہاں رہائش سے اب اُس معبد کے بھی دن پھرے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ دونوں باپ بیٹوں نے مل کر اس معبد کی دوبارہ تعمیر کی۔ اور خدا کے حکم کے مطابق اس کے گرد احرام باندھا۔

اب اُس معبد کے متعلق زبور کا ایک گیت ملاحظہ ہو:۔

"مبارک وے ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وے تیری ستائش کریں گے۔ مبارک وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے اُن کے دل میں تیری راہیں ہیں۔ وے بکا کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اُسے ایک کوآں بناتے۔ پہلی برسات اُسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی۔ وے قوت سے قوت تک رہا قافلہ بہ قافلہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں جہاں تک کہ خدا کے آگے صیہون میں حاضر ہوتے ہیں"

(زبور ۸۴ نشان ۴ تا ۷)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ پیشگوئی کے اسرار کو کھولنے کی کنجی ہیں۔ لہذا عربی اور انگریزی بائیبل سے بھی یہ الفاظ نقل کئے جاتے ہیں۔

عربی کی زبور ۸۴ میں یہ الفاظ یوں ہیں:۔

(i) "عَابِرِيْنَ فِيْ وَادِى الْبُكَاءِ يُصَيِّرُوْنَهُ يَنْبُوْعًا"

انگریزی میں اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:۔

(ii) "Who passing Through THE valley of Buca make it a well."

(iii) "وے بکا کی وادی میں گذر کرتے اُسے ایک کوآں بناتے ہیں"

ہر سہ عبارات میں "وادی البکاء" "ویلی آف بکا" اور "بکا کی وادی" کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "بکا" یا "بکہ" ایک ایسا اسم معرفہ ہے۔ جو کسی زبان میں بھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ وادی بکہ کونسی ہے۔ جہاں خدا کا ایک گھر بھی ہے۔ اور ایک خاص کنواں بھی۔ جس کا زبور میں ذکر آیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا بکہ ہی میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے مبارک اور ہدایت ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ قرآن مجید اور زبور بکہ کے متعلق جس کا اصل نام مکہ ہے کس طرح متفق ہو گئے۔ کیونکہ وہ گھر مکہ ہی میں ہے۔ اور یہاں وُہی معبد ہے جس کی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے مرمت کی تھی۔ اسی مکہ میں ایک خاص کنواں بھی ہے۔ جسے زمزم کہتے ہیں۔ ہاں وہی کنواں جسے ہاجرہ نے فاران کے بیابان میں دیکھا تھا۔ جب اسمٰعیل پیاس کی شدت سے تڑپ رہے تھے۔

قرآن مجید اس گھر کے متعلق ایک اور تصریح یہ کرتا ہے کہ:۔

"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ"

جب ابراہیم اور اسمٰعیل اُس گھر کی دیواریں بنا رہے تھے۔

اب اس کے ساتھ حضرت ابراہیم کی وہ دعا پڑھئے۔ جو آپ نے حضرت اسمٰعیل کو فاران کے بیابان میں بساتے وقت کی تھی۔ اور جسے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نازل کیا ہے:۔

"رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ہ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ

مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۔

"اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں روئیدگی نہیں ہوتی۔ تیرے شوکت والے گھر کے پاس بسایا ہے اے ہمارے رب! یہ اس لئے کیا تا یہ سب نمازوں کو قائم کریں اب تو لوگوں کے دلوں میں ان کی راہیں ڈال دے اور ان سب کو طرح طرح کے میووں کی روزی دیا کر تا یہ تیرا شکر کریں۔

بنی اسمٰعیلؑ کے حق میں حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کو سابقہ عبارات کے ساتھ ملائیے اور اُن سے نتیجہ اخذ کیجئے۔

(۱) حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو غیر ذی زرع وادی میں چھوڑا۔ جہاں بیت الحرام یعنی خدا کی شوکت کا گھر تھا۔

(۲) بائبل کہتی ہے کہ اسمٰعیل جہاں رہے اُس کا نام فاران کا بیابان ہے۔

(۳) بائبل کے بیان کے مطابق فاران ہی میں اسمٰعیلؑ کے لئے ایک کنوآں نمودار ہوا تھا۔

(۴) ہدایت کا پہلا گھر وادی بکہ میں بنا تھا۔

(۵) اُس گھر کی تعمیر میں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے حصہ لیا تھا۔

(۶) یہ گھر وہی ہے جس کے پاس اسمٰعیلؑ کو چھوڑا گیا تھا۔

نتیجہ

بیت الحرام (خدا کی شوکت کا گھر) مکہ میں ہے۔ مکہ ہی وہ وادی تھی۔ جو بنی اسمٰعیلؑ کی رہائش سے قبل بالکل غیر ذی زرع تھی۔ یہاں "زمزم" وہ کنوآں بھی ہے۔ جو حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے نمودار ہوا تھا۔ اور فاران بھی مکہ ہی کے علاقہ کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت داؤد کا یہ زبور اسی کعبہ اور اہلِ مکہ کے حق میں ہے کہ:-

"مبارک وے ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں وے سدا تیری ستائش کریں گے

مبارک وُہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے اُن کے دل میں تیری راہیں ہیں۔ وَے بکا کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اُسے ایک کنواں بناتے۔ پہلی برسات اُسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی وَے قوت سے قوت تک ترقی کرتے چلے جاتے ہیں جہاں تک کہ خدا کے آگے صیہون میں حاضر ہوتے ہیں۔"

اب اس عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ بکہ کی اُس وادی کا ذکر کرکے جہاں خدا کی قُدرت سے حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے ایک چشمہ نمودار ہُوا تھا حضرت داؤدؑ بنی اسمٰعیلؑ کے حق میں آئندہ زمانہ کی ایک بشارت سُناتے ہیں کہ ایک وقت آئے گا۔ جب اس وادی بکہ میں ایک پُرجلال نبی پیدا ہوگا۔ خدُا اُسے قوت بخشے گا۔ وہ خدُا کے گھر یعنی بیت الحرام کو قبلہ قرار دیگا۔ پھر لوگ قبلہ رُو ہو کر خدُا کی ستائش کریں گے۔ یعنی نمازیں پڑھیں گے۔ خدُا کی برکتیں اُن پر نازل ہوں گی۔ اور وہ آہستہ آہستہ قوت پر قوت پکڑتے جائیں گے۔

غرض زبُور کی عبارت سے بنی اسمٰعیل۔ وادی بکہ۔ بیت اللہ اور چاہ زمزم ثابت ہونے کے ساتھ ہی ہمیں یہ پتہ چل گیا۔ کہ یہ پیش گوئی اولاد اسمٰعیل یعنی اہلِ اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحویلِ قبلہ سے متعلق تھی۔ جو حرف بحرف پوری ہوئی۔

باب سوم

بائبل (عہدنامہ عتیق) سے

اب ہم عہدنامہ عتیق سے وہ پیشگوئیاں بیان کرتے ہیں۔ جو حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک نئے یروشلم۔ نئی ہیکل اور سلطنتِ اسلامیہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اگر یہودی اور عیسائی فکر و تدبر سے کام لیں اور دل کی آنکھوں سے اس کتاب کو پڑھیں تو ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور آنحضرت صلعم کی صداقت کا اعتراف کریں گے۔ اور اُن کے دل گواہی دیں گے کہ آنے والا جس کا ہم ہنوز انتظار دیکھ رہے ہیں آچکا۔

عہدنامہ عتیق کی بشارات ملاحظہ ہوں :-

(عجیب نام والا)

ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوتا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اُس نام سے عجیب کہلاتا ہے۔ مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شاہزادہ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی"۔

(یسعیاہ باب ۹ نشان ۶)

عیسائیوں نے اس پیشگوئی کو حضرت مسیحؑ پر چسپاں کیا ہے لیکن یسوعؑ اور مسیح نام اُس ملک کے لئے ہرگز باعثِ تعجب نہ تھے کیونکہ اس نام کے کئی

آدمی وہاں ہو چکے تھے۔ پیشگوئی میں تھا " ایک لڑکا تولد ہوگا " لیکن انجیل سے ثابت ہے۔ کہ مسیحؑ کے اور بھی بھائی بہن تھے ——

اس فرزند موعود کی ایک علامت یہ تھی کہ " سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی " لیکن مسیحؑ کو تو سلطنت چھوڑ ایک گاؤں پر بھی حکومت نہ مل سکی۔

پس مذکورہ وجوہ کے پیش نظر یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کسی صورت سے بھی حضرت مسیحؑ پر چسپاں نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اس کے صحیح مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضورؐ جب مکہ میں پیدا ہوئے تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام " محمدؐ " رکھا۔ عرب چھوڑ دنیا بھر میں اس سے پہلے کسی شخص کا نام " محمدؐ " نہیں رکھا گیا تھا۔ اس لئے مکہ کے لوگوں نے جب اس نام کو سنا تو سخت تعجب کا اظہار کیا۔ اور حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ تم نے اپنے پوتے کا کیا عجیب نام رکھ دیا ہے تمہارے خاندانی نام تو اور ہی قسم کے ہیں۔

(ii) پیشگوئی میں ایک ہی بیٹے کی شرط تھی۔ اور حضورؐ بھی اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔

(iii) مسیحؑ کی بجائے سلطنت کی علامت بھی آپ ہی پر پوری اترتی ہے۔ فتح مکہ کے بعد آپ کل عرب کے بادشاہ تھے —— روحانی اور دنیاوی دونوں سلطنتیں آپ کو میسر تھیں۔ آپ اپنے نام سے بھی عجیب کہلائے گئے۔ آپ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے بھی تھے۔ اور صاحب سلطنت بھی ——۔ اس لئے یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کے اصل مصداق آپ ہی ہیں۔ نہ کہ حضرت مسیحؑ جو اپنے نام سے بھی عجیب نہ کہلائے گئے جو اپنی ماں کے اکلوتے بیٹے بھی نہ تھے۔ اور صاحب سلطنت بھی نہ تھے۔

فاران پر جلوہ گر ہونے والا)

"یہ وہ برکت ہے جو موسیٰؑ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی۔ اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اُس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی"۔ (استثنا باب ۳۳ نشان ۲)

اس پیشگوئی میں تین مقامات کا نام لے کر تین عظیم الشان نبیوں کا ظہور بتایا گیا ہے۔

اوّل:۔ سینا۔ یہ وہ وادی تھی جس میں کوہِ طور تھا۔ اور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہوتے تھے۔

دوم:۔ شعیر یہ یروشلم کا ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام گئے تھے۔

سوم:۔ فاران یہ اُس پہاڑی کا نام ہے جو مکہ کے دامن میں واقع ہے۔ اور جہاں سے آفتابِ رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طلوع ہوا۔

فاران پہ جلوہ گر ہونے والے اولوالعزم نبی کی دو علامتیں بھی بتائی گئی ہیں۔ جن سے یہ ظاہر کرنا بھی مقصود ہے کہ وہ اپنی شخصیت اور مرتبت کے لحاظ سے شعیر اور سینا کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہر دو نبیوں سے افضل ہوگا۔

پہلی علامت ——— دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آئے گا۔

دوسری علامت ——— اُس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی یعنی سورج کی طرح چمکتی ہوئی شریعت ہوگی۔

یہ پیشگوئی اس قدر واضح اور عظیم الشان ہے جس کی تشریح کی ضرورت

نہیں۔ تاہم مجملاً کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کو فتح کرنے کی غرض سے مدینہ سے نکلے۔ تو آپ کے ہمراہ ٹھیک دس ہزار صحابہ رضؓ تھے۔ چنانچہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اُس واقعہ کی تفصیل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بھی بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو

"عن ابن عباس ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلم خرج فی رمضان من المدینۃ ومعہ عشرۃ الاف"

(صحیح بخاری جلد ۳ کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح مصری)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہُ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں مدینہ سے نکلے اور آپ کے ہمراہ دس ہزار صحابہ رضؓ تھے"

دوسری یعنی آتشی شریعت والی علامت کو عیسائیوں نے مسیح پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ مسیح نے کوئی شریعت پیش نہیں کی۔ بلکہ وہ موسوی شریعت ہی کے تابع تھے۔ وہ خود اپنے پہاڑی وعظ میں کہتے ہیں:۔

"یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں، میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پُورا نہ ہوئے" (متی باب ۵ نشان ۱۷)

پس خود اپنے اس اقبالی بیان کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح صاحب شریعت تو ہو نہیں سکتے۔ اس لئے اُن پر اس پیشگوئی کا اطلاق بھی صحیح نہیں۔ ہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم صاحب شریعت نبی تھے۔ آپ نے ایک آتشی اور روشن شریعت دُنیا کے سامنے پیش کی جس کے اٹل قوانین کا خود عیسائی مؤرخین کو اعتراف ہے اور پھر دس ہزار قدوسیوں کی معیت اس

صداقت پر نصِ قطعی ہے۔

اب رہی فاران کی علامت سو اس امر سے کسی کو جرأت انکار نہیں، کہ اہلِ عرب حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ سے خدا کا یہ وعدہ تھا کہ:—

"میں تیری اولاد کو یہ مُلک دوں گا مصر کی ندی سے لے کر بڑی ندی تک جو فرات کی ندی ہے" (پیدائش باب ۱۵ نشان ۱۸)

مصر اور فرات کے درمیان ملک عرب ہی ہے اب فاران کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔ بائیبل میں فاران اس جگہ کا نام لکھا ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑا تھا۔

"خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہ گیا اور تیر انداز ہو گیا اور فاران کے بیابان میں رہا" (پیدائش باب ۲۱ نشان ۱۴ تا ۲۱)

اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ فاران اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام رہے اور وہ حجاز کا علاقہ ہے۔ جہاں بائیبل کی مندرجہ بشارت کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔ نیز فاران کی تشریح کے لئے بائیبل کے حاشیہ میں حبقوق باب ۳ نشان ۳ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وضاحت آنے والے اوراق میں دیکھئے:—

(مثیلِ موسیٰ علیہ السلام)

حضرت موسیٰؑ کی کتاب میں ایک پیشگوئی ہے کہ:—

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی طرف کان دھرو۔ اُس سب کی مانند جو تو نے اپنے خداوند سے حوریب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی

آواز پھر سنوں ، اور ایسی شدت کی آگ ہیں پھر دیکھوں تاکہ میں مرجاؤں اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کیا سو اچھا کیا۔ میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا۔ وہ سب اُن سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اُس سے لوں گا۔ (استثنا باب ۱۸ نشان ۱۵ تا ۱۹)

اس پیشگوئی کو بھی عیسائیوں نے حسب عادت حضرت مسیح پر چسپاں کیا ہے۔ لیکن اگر ذرا بھی تدبر سے کام لیا جاتا تو عیسائی اتنی بڑی غلطی کبھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ پیشگوئی کسی صورت سے بھی حضرت مسیح پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل امور یاد رکھنا ضروری ہیں ۔

(۱) تیرے ہی بھائیوں میں سے۔

(۲) میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔

(۳) اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔

(۴) جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔

نمبر ا میں بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل کے بھائی ہیں کیونکہ بنی اسرائیل نے حورب کے مجمع کے دن خدا سے یہ التجا کی تھی کہ اے خدا ہم پھر ایسی زبردست آواز نہ سُنیں جو شریعت کی پُر رعب وحی کے نزول کا باعث ہو چنانچہ خدا نے ان کو جواب دیا کہ موسیٰ کے ذریعہ تو شریعت تم پر نازل ہو چکی۔ اب بنی اسرائیل پر دوبارہ شریعت نازل نہ ہوگی۔ بلکہ یہ کام اُن کے بھائیوں کو سونپ دیا جائے گا۔

بنی اسرائیل کے بھائی کون تھے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ اولاد جو حضرت اسحاق اور ان کے لڑکے حضرت یعقوب کے ذریعہ پھیلی بنی اسرائیل کہلائی۔ اور جو اولاد حضرت

اسمٰعیلؑ کے ذریعہ عرب میں پھیلی وہ بنی اسماعیل کہلائی۔ اس لحاظ سے بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہی ہیں لہٰذا جس نبی سے متعلق بشارت ہے وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مسیح اسرائیلی تھے۔ ملاحظہ ہو نسب نامہ (متی باب ۱ و لوقا باب ۳) وہ آئے بھی بنی اسرائیل کے لئے تھے چنانچہ خود کہتے ہیں

"میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"

(متی باب ۱۵ نشان ۲۴)

ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں سے تھے۔ اور پیشگوئی میں اس نبی کا برپا ہونا بنی اسرائیل کے بھائیوں میں مقدر تھا نہ کہ بنی اسرائیل ہی میں۔

نمبر ۲ میں اس نبی کو حضرت موسیٰ کا مثیل قرار دیا گیا ہے یہ علامت بھی حضرت مسیح پر پوری نہیں اترتی۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے۔ کہ عیسائی حضرت مسیح کو نبی تسلیم ہی نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور صاحب مبشرہ کو نبی قرار دیا گیا ہے۔

دوم حضرت مسیح کو حضرت موسیٰؑ سے کوئی مماثلت نہیں بلکہ آنحضرت صلعم موسیٰؑ کے مثیل ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(i) موسیٰؑ یتیم رہ گئے۔ عیسیٰؑ کے لئے یتیمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ محمدؐ صلعم یتیم رہ گئے۔

(ii) موسیٰؑ پر شریعت نازل ہوئی۔ عیسیٰؑ پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی محمد صلعم پر شریعت نازل ہوئی۔

(iii) موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ساتھ جہاد بالسیف کیا، عیسیٰؑ نے جہاد بالسیف نہیں کیا۔ محمد صلعم نے جہاد بالسیف کیا۔

(iv) موسیٰؑ کے متبعین، انہیں خدا کا نبی یقین کرتے تھے۔ عیسیٰؑ کے متبعین نے انہیں خدا کا بیٹا چھوڑ خدا ہی بنا دیا۔ محمد صلعم کے متبعین حضور کو خدا کا رسول

بنی تسلیم کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی باتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے مثیل ثابت ہوتے ہیں مگر عیسیٰؑ میں وہ علامات نہیں پائی جاتیں لہٰذا وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے۔

نمبر ۳۔ "اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" بائیبل کے اس فقرہ کو پڑھ کر ہمیں قرآن مجید کی وہ آیت یاد آجاتی ہے جس میں اللہ فرماتا ہے۔

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"

یعنی محمد صلعم اپنی خواہش سے نہیں بول رہے بلکہ یہ تو وہ کلام ہے جو خدا نے ان کے پاس بھیجا۔ اور اُن کے ناطقہ پر جاری ہوا۔

مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید جس صورت میں آج ہے ہو بہو اُسی صورت میں بغیر کسی تغیر و تبدل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوا تھا۔ اور اس میں انسان کا بنایا ہوا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ بخلاف اس کے انجیلیں مختلف لوگوں نے لکھیں۔ اور ان میں صحیح اور غلط روایات کو جمع کر دیا۔

نمبر ۴۔ "جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا" اس عبارت کی تشریح کے لئے خود حضرت مسیح کا ایک قول نقل کر دینا ضروری ہے وہ اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا" (یوحنا باب ۱۶ نشان ۱۲)

خط کشیدہ الفاظ حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی کی شق چہارم کی تشریح کرتے ہیں۔ اور متذکرۃ الصدر عبارات کو پڑھ کر ہر صاحب فکر سمجھ سکتا ہے کہ توریت کی پیشگوئی

عیسیٰؑ کے متعلق نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا لفظ لفظ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے کیونکہ آپ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں پیدا ہوئے حضرت موسیٰ کے مثیل بھی ٹھہرے۔ خدا نے اپنا کلام بھی آپ کے مُنہ میں ڈالا۔ اور آپ نے خدا کے تمام احکام لوگوں کو سُنائے۔

(عرب کی بابت الہامی کلام)

"عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے اے دوانیوں کے قافلو! پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔" (یسعیاہ باب ۲۱ نشان ۱۳ تا ۱۷)

اس پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے پہلے ذیل کے الفاظ کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

"دوانیوں کے قافلو!" — دوان حضرت ابراہیم کے پوتے لیبنسان کے بیٹے کا نام ہے۔ جو سبا کا بھائی تھا۔ سبا اور دوان کی اولاد ملک یمن میں آباد ہوئی۔ لیکن بعد میں یہ قبائل عرب میں چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ اوس اور خزرج انہی میں سے تھے۔

"اے تیما کی سرزمین کے باشندو!" — تیما حضرت اسمٰعیلؑ کے آٹھویں فرزند کا نام تھا۔ جس کی اولاد مدینہ کے نواح میں آباد تھی۔

"قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے" قیدار جس کے معنی اونٹوں والا ہے ملاحظہ ہو (ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۳۳۱) حضرت اسمٰعیلؑ کے دوسرے بیٹے کا نام تھا جس کی اولاد مکہ کے نواح میں بسی گویا قریش اسی نسل سے تھے۔

اب یہ پیشگوئی صاف طور پر ذہن نشین ہو سکتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے قیدار کے بیٹوں یعنی قریش کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے تیرھویں سال میں مدینہ کی طرف ہجرت کی جس رات حضور صلعم مکہ سے نکلے قریش کے بہادر ننگی تلواروں سے مکان کا محاصرہ کئے ہوتے تھے تا آپ نکل نہ سکیں لیکن تائید الٰہی آپ کے ساتھ تھی۔ اس لئے کسی شخص نے بھی آپ کو مکان سے نکلتے ہوئے نہ دیکھا۔ دوسرے معنوں میں قریباً یہی سلوک تمام صحابہ رضہ کے ساتھ ہوا وہ سب کے سب قریش کے مظالم کی انتہا دیکھ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

پھر تیما کی سرزمین کے باشندوں کو جو حضرت اسمٰعیل کے آٹھویں فرزند کی اولاد تھے۔ اور مدینہ میں رہتے تھے۔ کہا ہے کہ ہجرت کرنے والوں کے لئے روٹی اور پانی لے کر آؤ۔ یعنی قیدار کے بیٹوں نے انہیں روٹی اور پانی کی بندش سے متواتر کئی برس تک تکلیف دی ہے تم اس کا ازالہ کرو۔ چنانچہ جب مکہ کے مہاجر مدینہ جاتے ہیں تو وہ کمال نیک نیتی اور صدق دلی کے ساتھ ان کا استقبال کرتے ہیں۔ رہنے کے لئے گھروں کے علاوہ اپنی ہر قسم کی جائدادیں تقسیم کر دیتے ہیں۔

پھر پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ:۔

"ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی"

اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

"وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً
وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ" (سبا رکوع ۳)

وہ مخالف کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو ہمیں عذاب کا جو وعدہ دیا جاتا ہے بتاؤ وہ کب پورا ہوگا۔ کہدے کہ تمہیں ایک دن کی مہلت ہے

ہاں ٹھیک ایک دن کی - اس سے ایک گھڑی کم نہ زیادہ"۔
کلام خدا میں ایک دن سے مراد ایک سال بھی ہوتا ہے
دیکھو (اندرونہ بائبل ص۳۱۳)۔

گویا قرآن اور بائبل میں قیدار یعنی قریش کی شکست کا وقت مقدر کر دیا گیا ہے۔ اور وہ وقت ایسا ہے جس میں مزدور کے وقت کی طرح ایک ساعت کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

اب دیکھیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۵ رجولائی ۶۲۲ء کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ٹھیک ایک سال کے بعد بدر کے مقام پر آپ کی قریش کے ساتھ جنگ ہوئی۔ جس میں ولید اور ابوجہل کے علاوہ قریش کے دیگر بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ان کی شکست کے ساتھ ہی ان کی اس حشمت وعظمت کا خاتمہ ہو گیا جس کی سارے عرب میں دھاک بیٹھی ہوتی تھی۔

حبقوق نبی کی پیشگوئی

"خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا (سلاہ) اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں پر وہاں بھی اس کی قدرت در پردہ تھی"۔

(حبقوق باب ۳ نشان ۳)

یہ حبقوق نبی کی پیشگوئی ہے۔ جو فاران سے شمال کی طرف فلسطین میں رہتا تھا۔ عربی بائبل کے الفاظ یہ ہیں۔

"وامتلأت الارض من تحمید احمد (حوالہ مذکورہ)
زمین احمد کی حمد وستائش سے معمور ہوئی۔

بائبل میں اہل کتاب کی مہربانی سے ہر سال کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ موجودہ عربی بائبل میں لفظ احمد کو اس قالب میں ڈھال دیا گیا ہے کہ:۔

"حبلاہ لہ عظی للسموات والارض امتلات من تسبیحہ"

(حبقوق باب ۳)

آسمان اور زمین اس کی تسبیح و ستائش سے بھر گئے۔

یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داخلۂ مدینہ سے متعلق ہے جب حضورؐ یثرب میں پہنچے تو جمعہ کا روز تھا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ مدینہ کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوتے۔ شہر میں داخلہ کی بھی عجیب شان تھی۔ راہ میں ٹیلوں پر۔ گلی کوچوں میں لوگ حمد و تقدیس کے کلمات دہرا رہے تھے۔ خود محمدؐ کے معنی ہی تعریف کیا گیا ہے۔ خدا کے اس عظیم الشان نبی کی آمد گویا خدا کی آمد تھی۔ جو کوہ فاران سے آیا تھا۔ اور جس کی حمد سے مدینہ کے تمام گلی کوچے معمور ہو گئے تھے۔

ادھر مدینہ میں انصار کی لڑکیاں اپنی شیریں زبان میں یہ اشعار گا رہی تھیں

"ان پہاڑوں سے جو جنوب کی جانب ہیں ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے"

"ہمیں اللہ کا شکر کرنا چاہیئے۔ کیسا عمدہ دین اور کیسی اعلیٰ تعلیم ہے"

"اے آنے والے تجھ کو خدا نے بھیجا ہے اور تیری اطاعت ہم پر فرض ہے"

انصار کی لڑکیوں کے اس گیت کا بائبل میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

"سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وے خداوند کا جلال ظاہر کریں گے"

(یسعیاہ باب ۴۲ - نشان ۱۱)

مشہور مؤرخ طبری کا بیان ہے۔ کہ جنگ خندق کے موقع پر جب مسلمانوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودی تو وہاں ایک پہاڑی ٹیلہ تھا۔ جس کو اہل مدینہ "سلع" کہتے تھے۔

نیز بخاری کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "سلع" مدینہ کے اندر

ایک پہاڑ ہی تھی۔ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا مکان اس کے قریب تھا۔
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر دربار نبوی جنگ خندق میں عمرو بن عبداللہ کے مرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

امسی الفتی عمرو بن عبدٍ ثاویاً
بجنوب سلع ثارہ لم ینظر

اس شعر سے بالبداہت ثابت ہے کہ سلع مدینہ یا مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام تھا اور یسعیاہ نبی کی کتاب میں جو لکھا ہے کہ ۔۔۔
"سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے پہاڑی کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے"
اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل مدینہ اپنے مکرم نبی کی آمد پر اس کی حمد و تسبیح کریں گے مسرت میں گیت گائیں گے۔ اور ان پر ایک روحانی جلال چھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں داخلہ کے وقت جو شان تھی۔ اس کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے یسعیاہ نبی عالم کشف میں اس کا نظارہ کر رہا تھا۔

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا ۔۔۔۔ وہ عدالت کو جاری کرے گا کہ دائم رہے۔ اس کا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں ۔۔۔

خداوند خدا جو آسمانوں کو خلق کرتا اور انہیں تانتا جو زمین کو اور ان شیئں جو اس میں سے نکلتے ہیں پھیلاتا اور ان لوگوں کو جو اس پر ہیں سانس دیتا اور ان کو جو اس پر چلتے ہیں روح بخشتا۔ یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا۔ اور تیری حفاظت

کروں گا۔ اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔ کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے۔ اور بندھوؤں کو قید سے نکالے۔ اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑا دے۔ یہوواہ میں ہوں یہ میرا نام ہے اور اپنی شوکت دوسرے کو نہ دوں گا اور وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی کھودی ہوئی مورتوں کے لئے نہ ہونے دوں گا۔ دیکھو تو سابق پیشگوئیاں بر آئیں۔ اور میں نئی باتیں بتلاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں۔ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر گزرتے ہو اور تم جو اس پر بستے ہو اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سرتاسر اسی کی ستائش کرو بیابان اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وے خداوند کا جلال ظاہر کریں گے۔ اور بحری ممالک میں اس کی ثنا خوانی کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اکسائے گا۔ وہ چلائے گا ہاں وہ جنگ کے لئے بلائے گا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا۔ ....

وے پیچھے ہٹیں اور نہایت پشیمان ہوں جو کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسا رکھتے ہو اور ڈھالے ہوئے بتوں کو کہتے ہو کہ تم ہمارے الٰہ ہو"

(یسعیاہ، باب ۴۲ نشان ۱ تا ۱۸)

متی نے حسب عادت اس پیشگوئی کو بھی بغیر سوچے سمجھے مسیح کی طرف منسوب کر دیا ہے لیکن ہم نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی کا مسیح کے ساتھ شکی طور پر بھی کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ تو ہے ہی رسول عربی صلعم کے حق میں۔

یہ پیشگوئی مضمون کے اعتبار سے کئی حصص میں منقسم ہے ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) "میرا بندہ" —— یہ آنحضرت صلعم ہی ہیں جن کی بندگی کے اقرار کو ہر مسلمان

کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ ـــ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اُس کا بندہ اور رسول ہے"

(۲) "میرا برگزیدہ" ـــ مُصطفیٰ اور مجتبیٰ کا ترجمہ ہے"۔

(۳) جس سے میرا جی راضی ہوا" ـــ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور قریب ہے کہ تیرا رب تجھے دیگا اور تو راضی ہوگا۔

(۴) میں نے اپنی رُوح اُس پر رکھی" ـــ رُوح سے مُراد رُوح الامین یعنی جبرئیل اور کلام الٰہی بھی مراد ہے۔ آنحضرت صلعم پر جو کلام الٰہی نازل ہوا اُس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ـــ

"نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ"

"یہ کلام رُوح الامین کے ذریعہ تیرے دل پر نازل ہوا تا تو ڈرانے والوں میں سے ہو"

(۵) "وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا" ـــ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ ـــ

"اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ"

اے محمد! ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری پُر صداقت تا تو لوگوں کے درمیان عدالت جاری کرے

(۶) "اُس کا زوال نہ ہوگا" ـــ آنحضرت صلعم کی شریعت دائمی ہے

(۷) "نہ مسلا جائے گا" یعنی دشمن اُس پر غالب نہ آسکیں گے باوجودیکہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل وغیرہ کے منصوبے باندھے مگر ناکام ہوئے اور حضور کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔ اس آیت کا مفہوم یہ بھی ہے کہ اُس وقت تک اُسے موت نہ آئے گی۔ جب تک اپنے دین کو قائم نہ کرلے۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو جائے۔ حضرت مسیح تو بقولِ انجیل ناکامی اور نامرادی کی حالت میں صلیب پر لٹکا دئے گئے۔

(۸) "بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اس کا دین بحری ممالک میں پھیلے گا۔ چنانچہ اسلام دنیا کے ہر خطہ میں مقبول ہوا۔

(۹) "تیری حفاظت کروں گا"۔ بقول انجیل خدا نے حضرت مسیح کی حفاظت نہ کی۔ کیونکہ بغیر اُن کی مرضی کے انہیں صلیب پر لٹکا کر دکھ دیا گیا ملاحظہ ہو مسیح خدا سے کہتے ہیں :۔

"یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا"

(متی باب ۲۷ نشان ۴۶ - مرقس باب ۱۵ نشان ۳۴)

اگر یہ وعدہ مسیح کے حق میں ہوتا تو یقیناً وہ یہود کے استہزا اور تمسخر سے بچائے جاتے اور مایوس ہو کر یہ نہ کہتے کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا" در اصل یسعیاہ نبی کی یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کے حق میں ہے جیسا خود خدا پاک قرآن مجید میں حضور صلعم کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے کہ ــــ" وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" یعنی خدا تجھے لوگوں کی شرارت سے بچائے گا۔ یعنی تیری حفاظت کریگا سو ظاہر ہے کہ باوجود شدید مخالفت اور دشمنوں کے خونیں منصوبوں کے خدا نے ہر وقت آپ کی حفاظت کی ایک غار ثور کا واقعہ ہی اس صداقت کی کافی دلیل ہو سکتا ہے۔

(۱۰) قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا"۔ حضرت مسیح صرف قوم بنی اسرائیل کی طرف آئے تھے۔ ہاں رسول پاک صلعم جہان کی تمام قوموں اور لوگوں کے لئے نبی ہو کر آئے جیسے خدا نے فرمایا :۔

" قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا "

اے محمد صلعم! کہدے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(۱۱) "بندھوؤں کو قید سے نکالے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ غلامی کے خلاف آواز بلند کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم ہی وہ انسان ہیں جنہوں

نے آزادی اور حریت کا سبق دیا۔ اور دُنیا بھر کے غلاموں کی آزادی کا نظریہ پیش فرمایا۔

(۱۲) "وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی کھودی ہوئی مورتوں کے لئے نہ ہونے دوں گا" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس عظیم الشان نبی کا بُت پرست قوم سے مقابلہ ہوگا۔ اب دیکھئے آنحضرت صلعم اس ملک میں پیدا ہوئے جہاں بُت پرستی کا زور شور تھا۔ اور گھر گھر میں بُت تھے۔

رسول پاک صلعم نے بُت پرستی کے خلاف توحید کی آواز بلند کی اور مخالفتوں کے باوجود آپ نے دُنیا بھر میں توحید الٰہی کے نورانی زمزمے پھیلا دئے۔

(۱۳) "خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ" ۔ اس سے زبور کے گیت مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ یسعیاہ نبی سے پہلے کی باتیں ہیں اور یہاں آئندہ زمانہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ انجیل میں نہ تو کوئی نئی شریعت ہے نہ کوئی نیا قانون۔ ہاں قرآن مجید ہی وہ نئی شریعت ہے جسے یسعیاہ نبی نے "نیا گیت" قرار دیا اس لئے کہ قرآن مجید دنیا کے سامنے انسانوں کے لئے نئے نظریات پیش کرتا ہے۔ نیز یورپ کے بعض مصنفین کہتے ہیں کہ قرآن مجید ایک (POETRY) یعنی گیت ہے۔

(۱۴) "اے تم جو سمندر پر گزرتے ہو......" یہ اُن مسلمانوں سے خطاب ہے۔ جنہوں نے دینِ اسلام کو پھیلانے کے لئے سمندری سفر کئے۔ اور جزائر مالٹا۔ جبل الطارق۔ سندھ۔ سماٹرا۔ جاوا۔ چین ہسپانیہ وغیرہ بحری ممالک میں خدا کی توحید پھیلائی۔

(۱۵) "قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے"۔ اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ قیدار حضرت اسمٰعیلؑ کے دوسرے فرزند کا نام تھا۔ جو حجاز کے علاقہ میں آباد ہوئے تھے۔ قیدار سے مراد قریش مکہ ہیں۔ گویا یہاں سے "اللہ اکبر" کے نعرے بلند ہوں گے۔

(۱۶) "سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے"۔ سلع کے متعلق بھی ہم نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ یہ مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام تھا۔

(۱۷) "خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا - وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائیگا۔"
قرآن مجید میں اللہ تعالے فرماتا ہے — "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ" اے نبی کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کر اور ان پر سختی کر - گویا لیسعیاہ کی عبارت میں آنحضرت صلعم کے جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۸) "وہ جنگ کے لئے بلائے گا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا"۔
قرآن مجید میں ہے "قَاتِلُوْا حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ" یعنی جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کے لئے سب کو آزادی میسر ہوجائے"۔ نیز لیسعیاہ کی عبارت سے یہ امر بھی واضح ہے کہ آنحضرت اپنے دشمنوں پر بہادری کریں گے۔ یعنی ان کو مغلوب کرنے کے بعد ان کو چھوڑ دیں گے - کیونکہ اصل بہادری یہی ہے کہ دشمن قابو میں ہو تو پھر اُس پر رحم کیا جائے۔

(۱۹) "وے پیچھے ہٹیں اور نہایت پشیمان ہوں جو کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسا رکھتے اور ڈھلے ہوئے بتوں کو کہتے ہو کہ تم ہمارے الٰہ ہو"۔ —— اس عبارت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کہ خدا کا وہی نبی جب توحید کو قائم کردے گا اور کفار شکست کھا جائیں گے۔ تو وہ اپنے افعال پر نادم اور شرمندہ ہونگے کیونکہ سمجھ لیں گے۔ کہ بتوں نے ہماری خاک بھی مدد نہ کی - اور ہم یونہی ان کی عبادت کرتے رہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز بتوں کے پرستاروں نے اس ندامت اور پشیمانی کا مظاہرہ کیا۔

اب دیکھیے کہ لیسعیاہ نبی کی پیشگوئی کس طرح حرف بحرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آئی ہے۔ کیا کوئی اس صداقت سے انکار کرسکتا ہے؟۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا سر ایسا ہے جیسا چوکھا سونا اس کی زلفیں پیچ در پیچ ہیں۔ اور کوے کی سی کالی ... وہ خوبی میں رشکِ سرو ہے اُس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ تو ٹھیک محمدؐ ہے اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔"

(غزل الغزلات باب۵ نشان ۹ تا ۱۶)

بائبل میں اکثر مقامات پر ایک نئے یروشلم اور ایک نئی ہیکل کا ذکر آتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ نیا یروشلم اور وہ نئی ہیکل کونسی ہے ___؟ اس عقدہ کو وا کرنے کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے غزل الغزلات کی متذکرہ عبارت غور سے دیکھئے ___ "دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے" ___ والے فقرے کو ذہن میں رکھئے اور اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب سے یہ پیشگوئی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ :-

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔"

(استثنا باب۳۳ نشان ۱)

ان اقتباسات سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ دس ہزار آدمیوں والے سردار نبی کا تعلق فاران کے ساتھ ہے۔ جس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے اب غزل الغزلات میں نئی ہیکل نے اپنے محبوب کے لئے جو گیت گایا ہے اس میں اس کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی ہیں :-

(۱) دس ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے۔

(۲) اس کی زلفیں کالی ہیں۔

(۳) خوبی میں رشکِ سرو ہے۔

(۴) اس کا منہ شیرینی ہے یعنی وہ بہت شیریں زبان ہے۔
(۵) اُس کا نام محمّدؐ ہے۔
اس سے پہلے بھی بتایا جا چکا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے ارادہ سے نکلے تو آپ کے ہمراہ ٹھیک دس ہزار صحابہ رضؓ تھے۔ وہیں وہ علامات جو نبی ہیکل نے اپنے محبوب کی بیان کی ہیں۔ سو حضور صلعم کے بال کالے تھے آپ کا قد بھی واقعی رشکِ سرو تھا۔ اور حلیمی اور شیریں بیانی تو آپ سے زیادہ شاید ہی دنیا کے کسی انسان کو عطا ہوئی ہو گی۔
رہی لفظ محمّدؐ کی علامت ــــ سو یہ حضور صلعم کا اسمِ مبارک ہے جس کے معنی ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ عبرانی بائبل میں یہ عبارت یوں درج ہے:۔
"حِکّو مُحمَدِیم زِہ دُودِی وِزِہ رَعِی بنُوت یروشلیم"
(عبرانی بائبل غزل الغزلات باب ۵ نشان ۱۶)
جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ کہ
"وہ تو ٹھیک محمّدؐ ہے۔ میرا خلیل میرا حبیب یہی ہے اے یروشلیم کے بیٹو!"
اردو بائبل میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:۔ کہ
ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔"
لیکن "محمدیم" کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" درست نہیں۔ کیونکہ یہ تو نبی ہیکل کے اس محبوب کا نام ہے۔ جس کی مدح وستائش اور تعریف گیت میں کی گئی ہے۔
بعض عیسائی کہتے ہیں کہ اس غزل میں لفظ "محمّد" نہیں بلکہ "محمدیم" ہے لیکن شاید معترض یہ بھول گیا کہ یہاں "یروشلیم" بھی نہیں۔ بلکہ "یروشلیم" ہے۔
دراصل وجہ یہ ہے۔ کہ عبرانی زبان میں "یم" علامت جمع ہے اور جب کسی عظیم الشان انسان کے جاہ وجلال اور عظمت وقوت کا اظہار مقصود ہوتا ہے "یم" علامت جمع کو اس کے نام کے ساتھ لگا دیتے ہیں جیسے عبرانی میں خدا کا نام "الوہ"

ہے۔ لیکن اظہارِ عظمت وجلال کے لئے اس کے ساتھ "یم" علامت جمع لگا کر "الوہیم" بنا لیا گیا۔ یہی "بعلیم" کی مثال ہے۔ جو دراصل بت بعل ہے لیکن چونکہ لوگ اُس کو بہت عظیم الشان بت سمجھتے تھے۔ اس لئے اسے "بعل" سے "بعلیم" بنا دیا۔ پس عبرانی زبان کے اس معروف قاعدہ کی بنا پر حضرت سلیمانؑ کی غزل میں "محمدؐ" کی بجائے "محمدیم" وارد ہوا ہے کیونکہ وہ نبی ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی شانِ مرتبت کو سمجھتے تھے۔

جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ آنحضرت صلعم کا اسم مقدس محمدؐ تھا۔ آپ ہی فاران کے پہاڑ پر جلوہ گر ہوئے اور ٹھیک دس ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ پر آئے تو پھر یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ کہ یہاں یروشلم سے مراد مکہ ہے اور نئی ہیکل جو اپنے محبوب کے لئے نغمہ سرا ہے کعبہ یعنی بیت الحرام ہے۔

اس بات کے ثبوت میں کہ نئی ہیکل سے مراد کعبہ ہی ہے نہ کچھ اور ذیل کا حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

عہد کا رسُول)

"وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو۔ وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ پر اُس کے آنے کے دن میں کون ٹھہر سکے گا۔ اور جب وہ نمود ہوگا۔ کون ہے جو کھڑا رہے گا۔

(ملاکی باب ۳ نشان ۱)

عیسائی اس پیشگوئی کو بھی مسیحؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ ——

(۱) مسیحؑ کے بارے میں جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ تمام کی تمام متی نے اپنی انجیل میں نقل کی ہیں مگر اس پیشگوئی کو نقل نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متی اسے مسیحؑ کے حق میں نہ سمجھتا تھا۔

(۲) اس پیشگوئی میں آنے والے کو رسول کہا گیا ہے لیکن عیسائی تو مسیح کو رسول ملنتے ہی نہیں بلکہ خدا سمجھتے ہیں۔ ہاں مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مانتے ہیں۔

(۳) لکھا ہے۔ وہ اپنی ہیکل میں آئے گا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں وہ آئے گا۔ اس کو ہیکل کا درجہ بھی خود اُس نے دیا ہوگا۔ تبھی لفظ "اپنی" استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن مسیح نے کسی مکان کو ہیکل کا نام نہیں دیا بلکہ یروشلم کے جس مکان میں وہ گئے اس کو ان کی پیدائش سے صدیوں قبل ہیکل کا درجہ مل چکا تھا۔ ہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے سات سال قبل گویا ہجرت کے چھٹے سال میں یروشلم کی بجائے مکہ کے بیت الحرام کو اپنا قبلہ قرار دیا۔ ملاحظہ ہو (بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۳ مصری)

(۴) لکھا تھا کہ وہ ناگہاں آئے گا۔ لیکن مسیح جب یروشلم کو گئے تو اُن کے شاگرد چاروں طرف اعلان کرتے جاتے تھے۔ خود یروشلم کے لوگوں کو پتہ تھا۔ کہ وہ یہاں آرہے ہیں اور جب یروشلم میں داخل ہوئے۔ تو باقاعدہ جلوس کی شکل تھی۔ اور لوگ "ہوشعنا" کے نعرے بلند کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو متی باب ۲۱ نشان ۱ تا ۱۰) اور یوحنا باب ۱۲ نشان ۱۲)

ہاں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے ارادہ سے دس ہزار صحابہؓ کے ہمراہ نکلے تھے۔ تو اہل مکہ میں سے کسی ایک کو بھی اس کا حال معلوم نہ ہو سکا تھا۔ حتیٰ کہ جب مسلمانوں کا لشکر مکہ سے باہر ایک پہاڑ کے دامن میں خیمہ زن ہوا۔ تو اس وقت بھی قریش کو ان کی آمد کی اطلاع نہ ہوئی۔ آخر آنحضرت صلعم نے لشکر میں الاؤ روشن کرنے کا حکم دیا تا اہل مکہ کو علم ہو جائے کہ ہم آگئے ہیں۔ چنانچہ جب لشکر میں آگ روشن ہوئی تو اہل مکہ نے سمجھ لیا کہ مسلمان سر پر آگئے۔ اور وہ ان کی ناگہانی آمد سے سخت متحیر ہوئے۔ دیکھو۔ بخاری جلد ۳ باب غزوۃ الفتح مصری)

(۵) پیشگوئی میں لکھا تھا کہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آنے والا رسول اپنے دشمنوں پر فتح پائے گا۔ لیکن مسیح جب ہیکل میں گئے۔ تو بجائے اس کے کہ اپنے دشمنوں پر فتح پائیں۔ اُلٹا دشمنوں نے ان کو پکڑ لیا۔ اور کئی الزامات عائد کر کے عدالتوں میں گھسیٹا اور بالآخر صلیب پر لٹکا دیئے گئے۔ دیکھو اناجیل کے آخری ابواب

اِدھر حضرت محمد عربی صلعم جب اپنی ہیکل میں گئے۔ تو اپنے دشمنوں پر ایک زبردست اور لازوال فتح پا چکے تھے۔ اور کسی کی جرأت نہ تھی کہ وہ مقابلہ پر ٹھہر سکے یا کھڑا رہے۔ مکہ کے بڑے بڑے بہادر حضور کی اطاعت پر مجبور ہو گئے۔ اور آپ نے بھی شانِ یوسفی کے انتہائی بلند مقام پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جاؤ آج میں نے تم سب کو معاف کر دیا۔ آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔

استدلال بالا سے یہ امر پایۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ نئے یروشلم سے مراد مکہ ـــ نئی ہیکل سے مراد کعبہ اور اُس اپنی ہیکل میں آنے والے سے مُراد حضرت **محمد عربی** صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(حرمت بیت اللہ)

اب اس ہیکل سے متعلق ایک اور پیشگوئی دیکھئے لکھا ہے:۔

"وہ جو ناپاک ہے اس پر گذر نہ کرے گا"۔ (یسعیاہ باب ۳۵ نشان ۸)

پھر یسعیاہ نبی اس یروشلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

"جاگ جاگ اے صیہون! اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس شہر۔ اپنا سجیلہ لباس اوڑھ۔ کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں داخل نہ ہوگا"۔ (یسعیاہ باب ۵۲ نشان ۱)

پھر یوحنا بھی یروشلم کے متعلق یہ خبر دیتا ہے کہ:۔

"اور مجھ یوحنا نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان سے دلہن کی مانند جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا آراستہ کئے ہوئے

خدا کے پاس سے اُترتے ہوئے دیکھا"

(مکاشفات یوحنّا باب ۲۱ نشان ۲)

یسعیاہ نبی کی طرح یوحنا بھی نئی ہیکل کے متعلق یہ کہتا ہے کہ:-

"اور کوئی چیز جو ناپاک یا نفرت انگیز یا جھوٹ ہے اس میں کسی طرح ورنہ آئے گی"۔ (مکاشفات باب ۲۱ نشان ۲۷)

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ یہ یروشلم پہلا یروشلم یعنی "بیت المقدس" نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ جس کو یوحنّا نے نیا یروشلم قرار دیا اور خدا کے پاس سے اُترتے ہوتے دیکھا۔

اس نئے یروشلم کا تعلق حضرت مسیح سے بعد آنے والے کسی عظیم الشان کے ساتھ ہے۔ کیونکہ یوحنّا مسیح کے کئی سال بعد یہ مکاشفہ دیکھ رہا ہے اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے ناپاک اور نامختون لوگ اس ہیکل میں داخل ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر ایسا نہ ہوگا۔ اور آئندہ ناپاک لوگ اس میں نہ جاسکیں گے۔

اس نئے یروشلم کے آسمان سے اُترنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا عہد کے اُس رسول کو بذریعہ وحی اس کی طرف متوجہ کرے گا۔ سو یہ مکہ کا بیت الحرام ہی ہے۔ جس کو آنحضرت صلعم نے اپنا قبلہ قرار دیا۔ اس کی تفصیل آئندہ پیشگوئی میں درج کی جائے گی۔ یہاں ہم صرف اس نقرہ کی تشریح کرتے ہیں کہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔

سنہ ۹ ہجری میں مسلمانوں پر حج فرض ہوا۔ اُسی سال آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو تین سو مسلمانوں کا امیر الحاج بنا کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ تا سب کو حج کرائیں۔ اس قافلہ کے فوراً بعد حضرت علیؓ کو بھی بھیج دیا۔ کہ وہ مکہ میں حج کے موقعہ پر سورۂ برأت سُنائیں چنانچہ مکہ میں

پہنچ کر حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ اور حضرت علیؓ نے سورہ براۃ کی پہلی چالیس آیات کی تلاوت کے بعد لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سُنایا کہ ــــ

اس سال کے بعد کوئی مشرک کوئی کافر کوئی نامختون اور کوئی ناپاک شخص بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونے نہ پائے گا اور نہ ہی کوئی شخص ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرسکے گا۔

اور اس طرح یسعیاہ نبی اور یوحنا کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو اوپر درج کی گئی ہے۔

ــــــــ (پچھلے گھر کا جلال)

"اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ اور میں اس مکان میں سلامتی بخشوں گا رب الافواج فرماتا ہے"

(حجی باب۲ نشان ۹)

واقعی اس پچھلے گھر یعنی کعبہ کا جلال پہلے گھر یعنی پرانے یروشلم سے زیادہ تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ پہلا یروشلم تو محض بنی اسرائیل کا قبلہ تھا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے جب کعبہ کو قبلہ قرار دیا۔ تو گویا وہ دنیا کی تمام اقوام کے لئے باعث عزت و احترام بن گیا۔ کیونکہ دین اسلام صرف ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی تمام اقوام کے لئے راہ نجات ہے چنانچہ مسلمان جب حج کے لئے کعبہ میں جاتے ہیں۔ تو تقدیس و تمجید کے کلمات سے خدا کے جلال کو بلند کرتے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان اس گھر کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔

ــــــــ (کعبہ اور ابوجہل کا ذکر)

اسی کعبہ کو مخاطب کرتے ہوئے نجومی بنی العامی کلام سے یہ خبر دیتا ہے کہ:۔

"ایک مشورہ صلاحکار تجھ میں سے نکلا ہے جو خداوند کے

برخلاف ہو کے بُرے منصوبے باندھتا ہے۔ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ وے صحیح و سالم ہوں اور وے بہتیرے ایسے ہوں تس پر بھی اس حالت میں وے کاٹے جائیں گے۔ اور وہ جاتا رہے گا۔ باوجودیکہ میں نے تجھ کو دُکھ دیا۔ پھر کبھی تجھے دُکھ نہ دوں گا۔ اور اب میں اس کا جُوا تجھ پر سے توڑ ڈالوں گا۔ اور تیرے بندھنوں کو توڑ کاٹ ڈالوں گا۔ لیکن خداوند تیرے حق میں فرماتا ہے کہ تیرے نام کا اور کوئی بویا نہ جائے گا میں تیرے بت خانے کے بیچ سے کھودی ہوئی اور ڈھالی ہوئی مورتوں کو نیست کروں گا۔ ...... اس کے بعد شریر تیرے درمیان سے نہیں گزرے گا۔ وہ صاف کاٹ ڈالا گیا"
(نحوم باب نشان ۱۱ تا ۱۵)

اس عبارت میں مندرجہ ذیل امور قابلِ غور ہیں۔

(۱) ایک شریر صلاح کار تجھ میں سے نکلا ہے جو خداوند کے برخلاف بُرے منصوبے باندھتا ہے"۔ اس سے مراد ابوجہل ہے۔ جو ایک خدا کا نام سُن کر آنحضرت صلعم کے خلاف قتل کے منصوبے باندھتا تھا۔

(۲) "وے بہتیرے ایسے ہوں"۔ ابوجہل کے منصوبوں میں بے شک اس کے کئی ساتھی شریک ہو جائیں۔ لیکن:۔

(۳) "وے کاٹے جائیں گے۔ اور وہ جاتا رہے گا"۔ ابوجہل کے ساتھی تباہ ہوں گے۔ اور وہ خود بھی ہلاک ہوگا۔

(۴) میں نے تجھ کو دُکھ دیا"۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے تیری مرمت کی۔ اور توحید کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مگر اہلِ عرب کی بد ذوقی سے تو بتوں کا گھر بن گیا۔ اور تجھے دُکھ پہنچا۔

(۵) "میں تیرے بت خانے کے بیچ سے کھودی ہوئی اور ڈھالی ہوئی

موروں کو نیست کروں گا" یعنی تیرے اندر جو بڑے بڑے بُت مثلاً ہبل لات منات۔ یعوق۔ اور عزّٰی وغیرہ رکھے ہوتے ہیں ان کو نیست کردونگا

(۶) "اس کے بعد شر یہ تیرے درمیان سے نہیں گزرے گا" جب تو قبلہ قرار دیا جائے گا۔ تو میں اپنے نبی کی معرفت یہ اعلان کروا دوں گا۔ کہ آگے کو کوئی ناپاک یا نامختون تجھ میں داخل نہ ہو اور کوئی شخص ننگا ہو کر تیرا طواف نہ کرے۔

کعبہ سے خطاب)

بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کعبہ کا محبوب یعنی حضرت محمد عربی صلعم اُس سے جُدا ہو جائے گا۔ لیکن وہ محبوب جو خداوند کا جلال ہو گا۔ پھر اپنی ہیکل میں آئے گا۔ مگر اُس کی جُدائی کے ایام میں ہیکل افسردہ و غمگین ہو گی۔ اس موقعہ پر خداوند یسعیاہ نبی کی معرفت اس کو یوں تسلی دیتا ہے:۔

"اُٹھ! روشن ہو کہ تیری روشنی آئی۔ اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا۔ کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی۔ اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہو گا۔ اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہو گا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہاں تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے اپنی آنکھیں اُٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر دے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ وے تجھ پاس آتے ہیں۔ تیرے بیٹے دُور سے آئیں گے۔ اور تیری بیٹیاں گود میں اُٹھائی جائیں گی۔ تب تو دیکھیگی اور روشن ہو گی۔ ہاں تیرا دل اُچھلے گا اور کشادہ ہو گا۔ کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی۔ اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہو گی۔ اُونٹ کثرت سے آکے تجھے چھپا لیں گے۔ مدیان اور عیفہ کے جوان اُونٹ وے سب جو سبا کے ہیں آئیں گے

وے سونا اور لبان لائیں گے - اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سنائیں گے - قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی - نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے - وے میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے، اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔" (یسعیاہ باب ۶۰ نشان ۱تا۷)

یہ پیشگوئی کعبہ آنحضرت صلعم اور مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے کسی کی حالت میں مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے - اس طرح وہ اپنی ہیکل سے جدا ہوئے - پھر آپ اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ میں دوبارہ تشریف لائے - گویا خداوند کا جلال بیت اللہ پر طلوع ہوا - "وے تجھ پاس آتے ہیں - تیرے بیٹے دور سے آئیں گے" مسلمانوں کے حج کی طرف اشارہ ہے -

ہم نے باب دوم میں توجہ دلائی تھی کہ بنی اسمٰعیل اور بنی قطورا میں سے مندرجہ ذیل نام یاد رکھیں - جو سرزمین عرب میں آ کر آباد ہوئے تھے -

"نبیط - قیدار - تیمہ - مدیان - سبا - ددان اور عیفہ"

اس پیشگوئی میں مدیان - عیفہ - سبا - قیدار اور نبیط کا ذکر ہے - ان میں سے نبیط اور قیدار تو حضرت اسمٰعیل کے فرزند تھے - اور مدیان حضرت ابراہیمؑ کی تیسری بیوی قطورا کا لڑکا تھا - عیفہ اسی مدیان کا فرزند تھا اور سبا ابراہیمؑ کے بیٹے یقسان (جو قطورا سے تھا) کا لڑکا تھا - ان سب کی اولادیں عرب میں آباد تھیں - اور فتح مکہ کے وقت ان قبیلوں کے بکثرت لوگ آنحضرت صلعم پر ایمان لائے تھے -

پیشگوئی میں قربانیوں کا ذکر تھا - چنانچہ یوم النحر کو آنحضرت صلعم نے ۶۳ اونٹ اور ۳۶ اونٹ حضرت علی رضؓ نے حضور صلعم کی طرف سے ذبح کئے - اور قربانی بھی منیٰ کے اس مقام پر دی گئی - جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت

سے قربان گاہ چلا آتا تھا۔ اس قربانی میں مدیان - عیفہ - قیدار اور نبیط کی اولادوں نے بھی حصہ لیا - اور اونٹ - مینڈھے اور بھیڑیں قربان کی گئیں پیشگوئی میں تھا کہ "میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا"۔ سو "شوکت کا گھر" ٹھیک لفظی ترجمہ ہے "بیت الحرام" کا۔ اور خانہ کعبہ کا یہی نام قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

(اٹھو قیدار پر چڑھو)

اسی باب میں "عرب کی بابت الہامی کلام" کے زیرِ عنوان ہم نے آنحضرت صلعم کی ہجرت اور جنگ بدر کا حال لکھا ہے۔ اب قریش کی نسبت ایک اور پیشگوئی ملاحظہ کیجئے۔

"اٹھو قیدار پر چڑھو اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو"

(یرمیاہ باب ۴۹ نشان ۲۸)

"ہم بتا چکے ہیں کہ قیدار حضرت اسمٰعیل کے دوسرے فرزند کا نام تھا جس کی اولاد مکہ میں بستی تھی ایک وہ وقت تھا جب قیدار کی اولاد یعنی اہل قریش نے آنحضرت صلعم پر بے شمار مظالم ڈھاتے - اور حضور کو ہجرت کرنا پڑی - اب مدینہ سے حکم ہوتا ہے کہ "قیدار پر چڑھو اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو"۔ واضح ہو کہ پورب کے لوگوں سے طائف اور حنین کے باشندے مراد ہیں جو مکہ کے پورب میں رہتے تھے - اور مدیان کی نسل سے تھے۔

حنین مکہ سے عین پورب کی سمت واقع ہے - گویا یرمیاہ نبی نے فتح مکہ اور جنگ حنین کی خبر دی ہے۔

باب چہارم

اناجیل عہدنامہ جدید سے

اس باب میں ہم اناجیل اور دیگر صحائف سے جو عیسائیوں کے نزدیک "عہد نامہ جدید" کہلاتے ہیں۔ وہ پیشگوئیاں درج کرتے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

"وہ نبی" — آنحضرت)

یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ جب یوحنا ابن زکریاؑ نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو یہودی علماء اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ۔

"تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔" (یوحنا باب ۱ نشان ۲۰)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی اس وقت تین نبیوں کی آمد کے منتظر تھے۔ الیاس۔ مسیح اور وہ نبی۔

اب یوحنا کو تو مسیح نے الیاس قرار دیا۔ اور مسیح یسوعؑ یا عیسیٰؑ ہی تھے اب باقی رہ گئے "وہ نبی" جن کا ذکر انجیل میں کیا گیا ہے آیئے دیکھیں کہ "وہ نبی" کون تھے۔؟ پُرلطف بات یہ ہے کہ "وہ نبی" کی بعثت مسیح کے بعد

بتائی گئی ہے اور ہمارے سرور کائنات صلعم بھی مسیح کے قریباً ۶۰۰ سال بعد مبعوث ہوئے ہیں۔ اور "آں حضرت" یعنی "وہ نبی" کا خطاب حاصل کرتے ہیں۔ انبیاء اولیاء اور بزرگانِ اُمت کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ "حضرت" کا لفظ بطور عزت و تکریم لگایا جاتا ہے۔ لیکن اس کو الٰہی تصرف ہی سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسلامی لٹریچر میں "آں حضرت" کا لفظ رسول پاک صلعم کے لئے مخصوص ہو گیا ہے اور سوائے آپ کے آج تک کسی نبی کو "آں حضرت" کرکے نہیں پکارا گیا۔ اس تصرف الٰہی کی وجہ ظاہر ہے کہ انجیل میں حضور صلعم کو "آنحضرت" یعنی "وہ نبی" کہہ کر پکارا گیا تھا۔ اس لئے "آں حضرت" کا لقب آپ کے ساتھ ہی مخصوص ہو گیا۔

یوحنا کی انجیل باب ا نشان ۲۱ — "پس آیا تو وہ نبی ہے" والی عبارت کو عیسائیوں نے استثنا باب ۱۸ نشان ۱۵ تا ۱۸ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔ اور استثنا باب ۱۸ نشان ۱۸ کی عبارت یہ ہے کہ

"میں اُن کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا"

اس پیشگوئی کی مفصل تشریح ہم باب سوم میں "مثیل موسیٰ علیہ السلام" کے زیر عنوان کر چکے ہیں۔ وہاں سے دوبارہ پڑھ لی جائے۔

حضرت مسیح کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح نے اپنے بعد ایک عظیم الشان نبی کی بشارات دی ہیں فرماتے ہیں:-

(ا) جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لئے گواہی دے گا"

(یوحنا باب ۱۵ نشان ۲۶)

پھر اپنے حواریوں سے یوں خطاب کرتے ہیں:-

(ii) اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔

(یوحنا باب ۱۴ نشان ۱۵)

(iii) "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تم سے کہیں لیکن وہ
تسلی دینے والا جو روح قدس ہے جسے باپ میرے نام سے اُسے بھیجے گا
وہی تمہیں سب چیزیں سکھلا دیگا - اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں
کہی ہیں تمہیں یاد دلاتے گا - سلام تم لوگوں کے لیئے چھوڑ کے جاتا ہوں
...... بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا - اس لیئے کہ
اس جہان کا سردار آتا ہے - اور مجھ میں اُس کی کوئی چیز نہیں "

(یوحنا باب ۱۴ - نشان ۲۵ تا ۳۱)

(iv) "میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے
کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آتے گا - پر اگر میں
جاؤں تو اسے تم پاس بھیج دوں گا - اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور
راستی سے اور عدالت سے تقصیر ٹھہرائیگا گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے
کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے عدالت سے اس لئے
کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں
کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے - لیکن جب
وہ یعنی روح حق آئے - تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتلاتے گی -
اس لیئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہے گی اور تمہیں
آیندہ کی خبریں دے گی - وہ میری بزرگی کرے گی "

(یوحنا باب ۱۶ - نشان ۷ تا ۱۳)

(v) "اگر کوئی شخص میری باتیں سنے اور ایمان نہ لائے تو میں اس پر حکم
نہیں کرتا - کیونکہ میں اس لئے نہیں آیا - کہ جہان پر حکم کروں بلکہ
اس لئے کہ جہان کو بچاؤں وہ جو مجھے رد کرتا اور میری باتوں کو قبول
نہیں کرتا اس کے لئے ایک حکم کرنے والا ہے "

(یوحنا باب ۱۲ نشان ۴۷)

(۱۶) جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جائے گا۔"

(مرقس باب ۱۶۔ نشان ۱۶)

ان حوالجات میں خط کشیدہ فقرات میں حضرت مسیح نے آنے والے عظیم الشان نبی کی علامات بیان کی ہیں۔ ۱ و ۱۱ میں ہے کہ وہ میرے لئے گواہی دیگا اور میری بزرگی بیان کرے گا — یہودی حضرت مسیح پر طرح طرح کے الزام لگاتے تھے۔ اور ان کی رسالت کے منکر تھے — نصاریٰ کا معاملہ یہود کے بالکل برعکس تھا۔ یہود کے طعن و تشنیع کی ضد میں انہوں نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا اور خدا ہی بنا دیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو آپ نے حضرت مسیح کی پیدائش سے متعلق پیدا شدہ شکوک کا ازالہ فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ان کی رسالت کو بھی منوایا۔

"مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" کہ مسیح ابن مریم تو ایک رسول تھے ان سے پہلے سب رسول گذر چکے ہیں۔

پھر نصاریٰ کی طرف اشارہ فرمایا کہ :-

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ" یقیناً وہ لوگ کفر کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے

گویا افراط و تفریط کے دائروں سے کھینچ کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کی صحیح پوزیشن واضح کی۔ نمبر ۲ میں حضرت مسیح آنے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ — "ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا" — اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کا دین دائمی ہوگا۔ جو بدل نہیں سکے گا۔ نمبر ۳ میں ہے — "وہی تمہیں سب چیزیں سکھلا دے گا" یعنی میں تم کو شریعت کے انتہائی کمالات سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ آنے والا کرے گا۔ نمبر ۴ میں فرمایا — "سلام تم لوگوں کے لئے چھوڑ کے جاتا ہوں مطلب واضح ہے۔

نمبر ۵ میں مسیح نے کہا کہ ــــ "بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا"۔

کیوں؟ ــــ

"اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں"۔ اس فقرہ میں حضرت مسیح نے آنحضرت صلعم کی شانِ نبوت کا اظہار کیا ہے اور بتایا ہے۔ کہ وہ اپنے کمالاتِ نبوت کے اعتبار سے اس جہان کا بادشاہ ہوگا۔ اور جو درجے اُسے حاصل ہونگے وہ مجھے حاصل نہیں کیونکہ وہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا صاحبِ کمال ہوگا اور مجھ میں اُس جیسی کوئی چیز نہیں۔

نمبر ۶ میں مسیح حواریوں سے کہتے ہیں:۔ "اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا"۔ اس فقرہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کا آنا حضرت مسیح کی وفات کے بعد ہوگا۔

نمبر ۷ میں حضرت مسیح نے آنے والا "سردارِ جہاں" کی شریعت کا ذکر چھیڑا ہے کہ ــــ "وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا"۔ چنانچہ آنحضرت صلعم پر جو شریعت نازل ہوئی اس میں گناہ کی حقیقت کھول کر بتا دی گئی ہے۔ اور اس کے نقصانات سے تمام دنیا کو آگاہ کر دیا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ خدا نے گناہگار کی جو سزا مقرر کی ہے اس پر عمل پیرا ہو کر دکھا دیا گیا۔ اسی طرح گناہ کی حقیقت کے ساتھ راستی کی صحیح تعلیم یعنی گناہ سے بچنے کے طریق اور عدالت یعنی محکمۂ قضا جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب کوئی قانون اور کوئی ملک آج تک پیش نہیں کر سکا۔

نمبر ۸ میں مسیح فرماتے ہیں۔ "میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی"۔

ان فقرات میں حضرت مسیح نے درحقیقت قرآن مجید کی ایک آیت "اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي" کا صحیح فلسفہ پیش کیا ہے۔

قرآن مجید ایک مکمل شریعت ہے جس میں انسانی زندگی کی تمام ضروریات مندرج ہیں۔ اس لئے اس کے بعد اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں حضرت مسیح اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں کہ باتیں تو ابھی اور بھی تم سے کہنا ہیں۔ مگر تم ان کی برداشت نہیں کرسکتے — کیوں ؟ — اس لئے کہ ایک بچہ جو ہنوز پرائمری میں پڑھتا ہے یک لخت ایم اے کا کورس یاد نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ ابھی اس کے دماغ کی ایسی نشوونما نہیں ہوتی۔ کہ وہ اعلیٰ معیار تعلیم کو قبول کرسکے۔ لہٰذا حضرت مسیح حواریوں سے کہتے ہیں۔ کہ ابھی انسانی دماغ اس قابل نہیں ہوسکا کہ مکمل شریعت کو برداشت کرسکے — لیکن —

منمبر ۹ — "لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی" کیونکہ اس کے آنے تک ذہن انسانی ارتقاء کی تمام منازل طے کرلیگا۔ اور خدا کے مکمل قوانین کو سمجھنے کا اہل ہو جائے گا چنانچہ حضرت مسیح اور آنحضرت کے مابین ۶۰۰ سال کا عرصہ گویا ذہنِ انسانی کے ارتقاء کا آخری سفر تھا۔ جس کے پورا ہو جانے کے بعد قرآنی شریعت نازل ہوئی۔ سچائی کی مکمل راہیں ظاہر ہوئیں۔ اور خدا نے اعلان فرما دیا کہ —

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ"

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کی انتہا کردی

نمبر ۱۰ میں مسیح فرماتے ہیں — "وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سُنے گی سو کہے گی۔" یعنی آنے والا اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے بولیگا۔ جیسے آنحضرت صلعم کے حق میں خدا نے فرمایا کہ —

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى"

کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جب اس کی طرف وحی کی جاتی ہے

تو کلام کرتا ہے"۔
نمبر ۱۱۔ میں مسیح نے یہ خبر دی ہے "اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی" یعنی آنے والا رسول پیشگوئیاں کرے گا۔ اور غیبی امور کی اطلاع دے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ۔
"فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"
خدا اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے رسولوں کے۔
اپنی اسی سنت کے ماتحت خدا نے آنحضرت صلعم کو غیبی امور سے مطلع فرمایا۔ ہم یہاں حضور کی صرف ایک پیشگوئی درج کرتے ہیں۔
جنگ خندق کے موقع پر حضور نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رض کے زمانہ خلافت میں یہ پیشگوئی جس شان کے ساتھ پوری اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنا ناممکن ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے ایک طرف قیصر کی سلطنت کو فتح کیا۔ اور دوسری طرف کسریٰ کے تخت کے مالک ہوئے۔
اس قسم کی سینکڑوں پیشگوئیاں آنحضرت صلعم نے کی ہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور اُن پیشگوئیوں کا سلسلہ اتنا وسیع ہے۔ کہ آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہیں گی۔
نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۳ میں حضرت مسیح نے آنے والا کی ایک یہ علامت بیان کی ہے۔ کہ وہ حکم کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلعم کو یوں خطاب کرتا ہے۔
"لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ" (نساء ع ۱۶)
تا اُس کے ذریعہ سے جو اللہ نے تجھے دکھایا تو لوگوں پر حکم کرے۔
پھر فرمایا:۔
"وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ" (مائدہ ع)

"اور خدا نے جو کچھ تجھ پر نازل کیا ہے تو اس کے ذریعہ سے لوگوں پر حکم کر"
اب کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مسیح خود کیوں حکم نہ کرتے
اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ صاحب شریعت نبی نہ تھے۔ اور آنحضرت
صلعم چونکہ صاحب شریعت اور شریعت سابقہ کو منسوخ کرنے والے نبی
تھے۔ اس لئے حکم کرنے کا کام بھی آپ ہی کے شایان شان تھا۔

(انگوری باغ کی تمثیل)

حضرت مسیح فرماتے ہیں:—

"ایک اور تمثیل سنو ایک گھر کا مالک تھا۔ جس نے انگورستان
لگایا اور اس کی چاروں طرف روندھا اور اس کے بیچ میں کھود
کے کولھو گاڑا اور برج بنایا۔ اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس
گیا اور جب میوہ کا موسم قریب آیا اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں
کے پاس بھیجا۔ کہ اس کا پھل لائیں۔ پر اُن باغبانوں نے اس کے
نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک کو مار ڈالا اور ایک کو پتھراؤ
کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا انھوں
نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان
پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وے میرے بیٹے سے دبیں گے۔ لیکن جب
باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے۔ وارث یہی ہے آؤ
اسے مار ڈالیں۔ کہ اس کی میراث ہماری ہو جائے اور اُسے پکڑ کے
اور انگورستان کے باہر لے جا کر قتل کیا—
جب انگورستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا
کرے گا۔ وے اسے بولے ان بدوں کو بری طرح مار ڈالے گا۔
اور انگورستان کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر
میوہ پہنچائیں۔ یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی

نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا ۔ وہی کونے کا سرا ہو۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ اور ہماری نظروں میں عجیب اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا۔ چور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی یہ تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے ہی حق میں کہتا ہے۔"

(متی باب ۲۱۔ نشان ۱ تا ۱۲)

(مرقس باب ۱۲ نشان ۱ تا ۱۲)

(لوقا باب ۲۰ نشان ۹ تا ۱۸)

اس تمثیل کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل نکات ذہن نشین کریجئے۔

(۱) باغ کا مالک خدا ہے۔

(۲) انگورستان سے مراد شریعت موسوی۔

(۳) باغبانوں کا اشارہ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔

(۴) نوکر جو پھل لانے کے لئے بھیجے گئے۔ ارمیاہ ۔ ذکریا۔ اور یوحنا نبی تھے

(۵) بیٹے سے مراد خود یسوع مسیح ہے۔

اس تمثیل میں حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی تاریخ کو مختصراً بیان کیا ہے۔ یعنی خدا نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ شریعت کا ایک باغ لگایا۔ اور بنی اسرائیل کو اس کا باغبان مقرر کیا۔ تا اس شریعت پر عمل پیرا ہوں۔ اور خدا کے انعاموں کے وارث بنیں۔ لیکن انہوں نے اس باغ پر خود قبضہ جمانا چاہا۔ اور خدا نے جو نبی پھل لانے کے لئے بھیجے ان کے ساتھ انہوں نے برا سلوک کیا۔ حتیٰ کہ خدا نے اپنا بیٹا یعنی پیارا نبی مسیح بھیجا۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس کے ساتھ بھی تمسخر کیا اور اس کے قتل کے منصوبے

باندھے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن کاہنوں اور فریسیوں کے سامنے مسیح یہ تمثیل بیان کر رہے تھے۔ وہ خود مسیح کو پکڑوا کر قتل کروانا چاہتے تھے۔

انگوری باغ کی یہ تمثیل بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح نے کاہنوں سے پوچھا "جب انگورستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ کاہنوں نے جواب دیا۔

"ان بدوں کو بُری طرح مار ڈالے گا۔ اور انگورستان اور باغبانوں کو سونپے گا یہ جواب سُنکر مسیح نے کہا۔

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے لئے میوہ لائے دے دی جائے گی"

اب دیکھنا یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ وہ دوسری قوم کون سی ہے جس کے متعلق مسیح نے فرمایا کہ خدا کی بادشاہت اس کو دے دی جائیگی اسی تمثیل میں مسیح حضرت داؤد کی ایک پیشگوئی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جو یہ ہے کہ :-

"وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ کونے کا سرا ہوگیا ہے یہ خداوند سے ہُوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے"

(زبور ۱۱۸ نشان ۲۲)

یہاں پتھر بنی اسمٰعیل ہیں۔ اور معمار بنی اسرائیل۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے اس خیال کے بموجب بنی اسماعیل کو رد کر دیا تھا۔ کہ ان کے نزدیک حضرت ہاجرہ دختر شاہ مصر گویا ایک لونڈی تھی۔ اور حضرت اسماعیل چونکہ انہی کے بطن سے تھے۔ اس لئے بنی اسرائیل نے ان کی اولاد کو ہمیشہ حقیر سمجھا لیکن حضرت داؤدؑ نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ ایک وقت آئے گی۔ جب بنی اسماعیل جن کو ایک معمولی پتھر کی طرح رد کر دیا گیا تھا۔ خدا کی بادشاہت

کے وارث ہوں گے۔ چنانچہ اسی پیشگوئی کو حضرت مسیح نے ایک تمثیل کے رنگ میں بنی اسرائیل کے سامنے پیش کیا۔ اور انہیں صاف صاف یہ خبر بھی دیدی کہ:۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اس کے لیئے میوہ لائے دے دی جائیگی"۔

یہ قوم —— وہی کونے کا پتھر

جس کو راجگیروں نے رد کیا تھا۔ یعنی بنی اسماعیل۔

پھر حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ —"جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائیگا۔ پر جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔

اس فقرہ میں بنی اسماعیل کے عروج کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ تواریخ شاہد ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں جو مسلمانوں کے مقابلہ پر صف آرا ہوئیں۔ چور چور ہو گئیں۔

مکاشفاتِ یوحنّا

عہد نامہ جدید کے آخر میں مکاشفات یوحنّا کی کتاب ہے جس کے شروع میں لکھا ہے:۔ کہ

"یسوع مسیح کا مکاشفہ جو خدا نے اُسے دیا تاکہ اپنے بندوں کو وہ باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے دکھا دے"۔ (مکاشفاتِ یوحنّا باب ۱ نشان ۱)

گویا یوحنّا کے مکاشفات میں ان باتوں کا ذکر ہے جو یوحنّا کے بعد دنیا میں رونما ہونے والی تھیں۔ ذیل میں انہی مکاشفات میں سے بعض ظہور پذیر ہونے والی باتیں درج کی جاتی ہیں۔

نیا یروشلم) ——————

"میں اُسے جو غالب ہوتا ہے اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤنگا اور وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا۔ اور میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا

کے شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور سے آسمان پر سے اُترتی ہے۔ اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا جس کا کان ہے سنے کہ روح کلیساؤں سے کیا کہتی ہے۔"

(مکاشفات باب ۳ نشان ۱۲)

باب سوم میں ہم نے یروشلم اور نئی ہیکل سے متعلق چند حوالجات درج کئے ہیں۔ متذکرہ عبارت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں چند رموز غور طلب ہیں:-

(۱) اُسے جو غالب ہوتا ہے اپنے خُدا کی ہیکل کا ستون بناؤں گا۔

(۲) وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا۔

(۳) نئی یروشلم — جو میرے خدا کے حضور سے آسمان پر سے اُترتی ہے

(۴) اپنا نیا نام۔

اب اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب آنحضرت صلعم مکہ میں تھے تو بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے کیونکہ مکہ کے مشرک خانہ کعبہ کی تو کمال عزت کرتے تھے۔ لیکن بیت المقدس ان کے نزدیک قابل احترام نہ تھا۔ اس لئے مکہ میں مسلمان ہونے کی علامت یہ قرار پائی کہ وہ بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھے۔ جب حضور مکہ سے مدینہ میں ہجرت کر آئے تو یہاں زیادہ اہل کتاب آباد تھے۔ جو بیت المقدس کو تو بیت ایل یعنی ہیکل تسلیم کرتے تھے لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے بنائے ہوئے گھر کعبہ کی ذرا بھی پروا نہ کرتے تھے۔ چنانچہ مدینہ پہنچتے ہی حضور صلعم کی یہ عین خواہش تھی۔ کہ مسجد الحرام کو قبلہ بنایا جائے۔ چنانچہ خدا کا ارشاد ہوا۔

"قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

یعنی ہم نے دیکھا کہ تم اپنا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے ہو اس لئے حکم ہے کہ جو قبلہ تمہیں پسند ہو اُسی کی طرف پھر جاؤ۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ کے پیشِ نظر آنحضرت صلعم نے خانۂ کعبہ کو قبلہ قرار دیا۔ دیکھئے صحیح بخاری جلد ۲ جس میں یہ واقعہ بہ تفصیل درج ہے۔
پس یوحنا کے مکاشفہ میں نئے یروشلم کے آسمان پر سے اُترنے کا مطلب یہی تھا کہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کا حکم آسمان سے نازل ہوگا۔
خدا کا نیا نام ——— یہ بھی ایک عجیب قدرتِ الٰہیہ ہے۔ کہ حضور صلعم سے قبل آج تک کسی نبی نے خدا کا نام "رحمان" دنیا پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت نے جب یہ نام پیش کیا تو لوگ متعجب ہوئے۔
اب رہی اس عبارت کی تشریح کہ "اُسے جو غالب ہوتا ہے۔ اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤں گا وہ پھر کبھی باہر نہ نکلے گا"۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جو خدا کی ہیکل یعنی نئے یروشلم کا ستون بنے گا وہ کس مپرسی کی حالت میں وہاں سے نکلے گا۔ لیکن آخر دشمنوں پر غالب آئے گا۔ اور پھر کبھی وہاں سے نکالا نہیں جائے گا۔ یعنی اس کے مکمل غلبہ کے بعد ہجرت نہ ہوگی۔ چنانچہ آنحضرت صلعم ہی وہ مبارک انسان ہیں جو اپنے دشمنوں پر غالب آئے۔ اور جب مکہ فتح ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

"لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ"

یعنی فتح مکہ کے بعد اب ہجرت کی ضرورت نہیں۔

——— بادشاہوں کا بادشاہ)

مکاشفہ میں یوحنا لکھتے ہیں:-
"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھو ایک نقرئی گھوڑا۔ اور اس کا سوار امانتدار اور سچا کہلاتا ہے اور وہ راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلوں کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے

جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا۔ اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا۔ اور اس کا نام کلام خدا ہے اور وے فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے۔ نقرئی گھوڑوں پہ اس کے پیچھے ہولیں۔ اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے۔ کہ وہ اس سے قوموں کو مارے اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کرے گا۔ اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کی مے کے کولھو میں روندتا ہے۔ اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ، اور خداوندوں کا خداوند"

(مکاشفات باب ۱۹ آیات ۱۱ تا ۱۶)

آسمان کو کھلا ہوا دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ خدا کی وحی کے نزول سے قبل گویا آسمان بند ہوتا ہے۔ جب نزولِ وحی شروع ہوتا ہے تو آسمان کھلتا ہے یعنی وحی الٰہی کے نزول کے لئے آسمان کھلنے والا تھا۔

"نقرئی گھوڑا" ـــــ مکاشفہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے۔

"اور دیکھو ایک نقرئی گھوڑا اور وہ جو اس پر سوار تھا۔ کمان لئے ہوئے ہے اور اُسے تاج دیا گیا"

سو نقرئی گھوڑے والے سے مراد آنحضرت صلعم ہیں کیونکہ آپ کی سواری میں ایک نقرئی گھوڑا تھا۔ نیز علم تعبیر کی رو سے اس سے کامیابی مراد ہے۔ حضورؐ کمان بھی اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ بعض اوقات خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ میں ہوتی۔ اور آپ صحابہ رضؓ سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیر چلایا کرو۔ تمہارے باپ اسمٰعیل بھی تیرانداز تھے۔

"امانت دار اور سچا" ـــــ امین اور صادق کا لفظی ترجمہ ہے جو حضور صلعم کے القاب تھے"

"راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ہے"۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ "اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ" یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل اور انصاف کروں نیز فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہ رضی بھی چوری کرے تو حد شریعت اس پر بھی لگائی جائے گی۔ اور اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عدل ہو سکتا ہے۔ پھر مکاشفہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ صادق اور امین جنگ کرے گا۔ لیکن راستی سے۔ چنانچہ حضور ؐ کے زمانہ کی جنگوں پر نظر ڈالیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ جنگیں بھی راستی اور عدل کی عدیم النظیر مثالیں تھیں۔ جو فقط انسانیت کے احیاء اور مظلوموں کی حمایت کے لئے لڑی گئیں۔

"اُس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند" — اس میں حضور صلعم کی شانِ جلال کی طرف اشارہ ہے۔ نیز آپ کے جتنے بھی حلیے کتابوں میں ملتے ہیں۔ سب میں یہی لکھا ہے کہ آپ کی آنکھیں سُرخی مائل تھیں۔

"اس کے سر پر بہت سے تاج" — اس فقرہ کی تشریح کے لئے انبیاء سابقہ پر نظر ڈالیے۔ حضرت نوحؑ منذر تھے۔ حضرت ابراہیمؑ مناظر۔ حضرت موسیٰؑ منجی حضرت داؤدؑ مجاہد۔ حضرت سلیمانؑ واعظ اور حضرت عیسیٰؑ مبشرؑ۔ لیکن رسول اکرم صلعم میں مجموعی طور پر یہ ساری صفات تھیں جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

"یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا"

چنانچہ سر پر بہت تاج ہونے سے مراد افضلیت کی علامت ہے۔ نیز دین اسلام دنیا کی کئی سلطنتوں اور حکومتوں پر غالب آیا اس لحاظ سے بھی آپ کے سر پر بہت سے تاج تھے۔

"خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا" — یہ طائف کی طرف اشارہ ہے

کیونکہ جب حضور صلعم تبلیغ حق کے لئے طائف میں گئے۔ تو ظالموں نے پتھر اور اینٹیں مار مار کر آپ کو لہو لہان کر دیا۔ اور آپ کا لباس خون آلودہ ہوگیا۔

"اُس کا نام کلام خدا ہے" آنحضرت صلعم کا جو کلام تھا وہ وحی و الہام اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے تھا۔ جیسے خدا خود فرماتا ہے کہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی "کہ یہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا بلکہ وحی کی جاتی ہے تو بولتا ہے۔

"وے فوجیں جو آسمان میں ہیں" ـــــ ملائکہ کی افواج جو آپ کی امداد کے لئے نازل ہؤا کرتی تھیں۔ جنگِ بدر میں خود کفار یہ کہتے تھے کہ مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فوجیں اُترتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

"اس کے مُنہ سے تیز تلوار نکلتی ہے"۔ منہ سے نکلنے والی تلوار سے مراد وہ دعائیں ہیں۔ جن کا اثر دشمنوں پر پڑتا تھا۔ خصوصاً جنگ بدر میں یہی تلوار فتح کا باعث ہوئی تھی۔

"لوہے کے عصا سے حکمرانی کرے گا" اس سے مراد ہے۔ اس کی حکومت مضبوط اور طاقت ور ہوگی۔ چنانچہ حکومتِ اسلامیہ کی مضبوطی اور قوت سے کس شخص کو انکار ہو سکتا ہے۔ جس نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتوں کو اُلٹ کر رکھ دیا۔

"اُس کی ران پر یہ نام لکھا ہے"۔ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند" ـــــــــ یہاں ایک طرف تو حضور کے امام الانبیاءؑ سید المرسلین۔ خاتم النبیین اور سردار دو عالم ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف یہ مراد ہے۔ کہ آپ کی اُمت میں روحانی اور دنیاوی بادشاہ ہوں گے جو آپ کے غلام ہونے پر فخر کریں گے۔

ــــــــ آنحضرت صلعم کے دیگر نشانات) ــــــــ

پھر یوحنا اپنے مکاشفہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:ـــ

" پھر جو میں نے نگاہ کی اور دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے۔ جن کے ماتھوں پر اُن کے باپ کا نام لکھا تھا۔ پھر میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی جو بہت پانیوں کے شور اور بڑے گرجنے کی آواز کی مانند تھی۔ اور میں نے بربط نوازوں کی آوازوں جو اپنی بربط بجاتے تھے سُنی۔ اور وے تخت کے سامنے اور اُن چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے۔ اور کوئی اُن ایک لاکھ چوالیس ہزار کے سوا جو زمین سے خریدے گئے تھے۔ اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ یہ وے لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے کہ کنوارے ہیں۔ یہ وے ہیں جو برے کے پیچھے جاتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتا ہے یہ خدا اور برے کے لئے پہلے پھل ہو کے آدمیوں میں سے مول لئے گئے ہیں اور ان کے مُنہ میں مکر پایا نہ گیا کیونکہ وے خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں اور میں نے ایک اور فرشتے کو انجیل ابدی لیتے ہوئے دیکھا۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا تھا۔ تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوش خبری سُنا دے۔ اور اس نے بڑی آواز سے کہا خدا سے ڈرو اور اس کا جلال ظاہر کرو۔ کیونکہ اُس کی عدالت کی گھڑی آئی ہے"

(مکاشفات باب ۱۴ نشان ۱ تا ۷)

"برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا" — صیہون مقدس جگہ کو کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم "کوہ عرفات" پر کھڑے تھے۔ جس کا ترجمہ مقدس پہاڑ یا صیہون پہاڑ ہوا۔

"اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے" — اور اس حج کے موقعہ

پر آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ موجود تھے۔
"جن کے ماتھوں پر ان کے باپ کا نام لکھا تھا"۔ قرآن مجید میں ہے کہ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" یعنی سجدوں کے نشان اُن کے چہروں پر ظاہر ہیں۔ وہ سجدے جو صرف ذاتِ خداوندی کو کئے گئے۔ نیز ظاہری طور پر اہل عرب میں علم انساب کی وجہ سے ان کے باپ دادوں کے نام محفوظ رہتے تھے۔ چنانچہ اُن ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کے نام اور ان کے باپوں کے نام لکھے ہوئے موجود ہیں۔
"چاروں بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے"۔ یہاں چاروں بزرگوں سے مراد آنحضرت صلعم۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ہیں۔ حضرت علیؓ چونکہ کسی وجہ سے اس حج میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ لہٰذا ان کا ذکر نہیں۔ "نیا گیت"۔ تلبیہ کے وہ الفاظ تھے۔ جو حج کے موقع پر دُہرائے گئے۔ یعنی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ" یہ الفاظ اس سے قبل اہل عرب نے نہیں سُنے تھے۔ اور یقیناً اُن کے لئے ایک نیا گیت تھا۔
"زمین سے خریدے گئے تھے"۔ صحابہ رضؓ کے متعلق خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:-

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ"

"یقیناً اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی جانیں اور مال اُن سے جنت کے عوض میں خرید لئے ہیں"۔

"یے وے لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے"۔ آنحضرت صلعم کے صحابہؓ ہی کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرماتا ہے کہ:-

"لَا يَزْنُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ"
یعنی وہ زنا نہیں کرتے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں - گویا اس لحاظ سے وہ کنوارے ہیں - ویسے مجرد زندگی بسر کرنا ہرگز باعث فضیلت نہیں ہو سکتا - کیونکہ یہ منشائے الٰہی کے بھی خلاف ہے -

"یہ خدا اور برے کے لئے پہلے پھل ہو کے آدمیوں میں سے مول لئے گئے ہیں" یہ بھی صحابہؓ ہی کے متعلق بشارت ہے جن کے حق میں یوحنا نے یہ گواہی دی کہ "وے خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں" کیونکہ سچّی توبہ اور قبولِ اسلام کی وجہ سے خدا نے ان کے گناہوں کو معاف کر کے جنت کا وعدہ دیا تھا - جیسے فرمایا - وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا
یعنی خدا نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور صالح عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ اُن کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے -

"یہ وے ہیں کہ جو برے کے پیچھے جاتے ہیں" قرآن میں ہے - کہ یہ صحابہ وہ لوگ ہیں "اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ" جو نبی امی صلعم کے پیچھے چلتے ہیں -

"میں نے ایک اور فرشتے کو انجیل ابدی لیتے ہوئے دیکھا" یہاں انجیل ابدی سے مسیح کی انجیل تو مراد ہو ہی نہیں سکتی - کیونکہ یہ اُس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے جو مسیح کے بعد ہونے والا ہے - نیز مسیح خود کہتے ہیں —

"میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے - لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی" (یوحنا باب ۱۶)

گویا مسیح کی تعلیم مکمل نہیں - جب مکمل نہیں تو ابدی کیونکر ٹھہر سکے گی - یہاں انجیل ابدی سے مراد قرآن مجید ہے - جو مکمل اور ابدی ہے —

جیسے فرمایا ہے "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" میں نے آج تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور یہ قرآن "ذِکْرًا لِّلْعَالَمِیْنَ" تمام جہانوں کے لئے کافی وشافی ہے۔ ہر مذہب ہر قوم ہر ملک اور ہر فرقہ کے لئے باعث عمل ہے۔

اس انجیل ابدی کی غرض وغایت کیا تھی "تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری دے" انجیل تو صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ چنانچہ مسیح خود کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ ہاں وہ اسلام ہی ہے۔ جو تمام قوموں۔ ملکوں۔ فرقوں اور ہر زبان کے لوگوں کے سامنے اپنی ابدی تعلیم پیش کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن کسی خاص ملک یا قوم کی کتاب نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے ہے۔

اس انجیل ابدی کی ایک علامت اور ملاحظہ فرمایئے:۔

"اور میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی" (مکاشفات باب ۵ نشان ۱)

یہ کتاب قرآن ہی ہے جس کی ابتدا سات آیتوں والی سورہ فاتحہ سے ہوتی ہے۔ اور جو قرآن حکیم کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے۔

"اس نے بڑی آواز سے کہا خدا سے ڈرو" یہ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو بار بار تلاوت کی جاتی ہے کہ ؎

"اِتَّقُوا اللّٰہَ" یعنی اللہ سے ڈرو۔

ان تشریحات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مکاشفات یوحنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ رضؓ قرآن اور دین اسلام کا ہی ذکر ہے۔ مبارک وہ انسان جو کتاب پر غور کرتے ہیں۔

باب پنجم

حضرت نانکؒ کی رسول دوستی

حضرت نانک رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے ماننے والوں کو خالص توحید کی تعلیم دی اور کفر و شرک سے نفرت کا اظہار کیا۔ حضرت نانکؒ کا مذہب کیا تھا ۔۔ ؟ یہاں اس سوال کے جواب کی گنجائش نہیں ۔۔ ہر شخص کی تعلیم۔ عقائد اور تحریرات اس کی قلبی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ جنم ساکھیوں میں لکھا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے۔ تو ہندؤں نے آپ کو جلانا چاہا۔ لیکن مسلمانوں نے دفن کرنے پر اصرار کیا۔ ہمیں اس بحث سے مطلب نہیں کہ آپ کو جلایا گیا یا دفن کیا گیا ۔۔ ہم صرف یہاں ان کی وہ تحریرات اور تعلیمات پیش کریں گے۔ جن کو پڑھ کر ہر شخص خواہ وہ ہندو ہو خواہ سکھ خواہ مسلمان اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہے گا کہ حضرت بابا نانکؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجہ کی محبت تھی۔ اور آپ اسلامی تعلیمات ہی کو وجہ نجات سمجھتے تھے ۔ ذیل میں وہ حوالجات ملاحظہ فرمایئے جن سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے

(حضرت محمدؐ عربی صلعم سے محبت) ——————

اوّل آدم بشن ہوئے دوجا برہما ہوئے
تیجا آدم مہادیو محمّد کہے سب کوئے

(جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۶ سطر ۲۶)

حضرت نانک فرماتے ہیں کہ :۔ پہلے آدم بشن جی تھے دوسرے آدم برہما جی مہاراج (جو ہندوؤں کے قابل احترام بزرگ تھے) اور تیسرے آدم مہادیو یعنی دیوتاؤں کے دیوتا بزرگوں کے بزرگ جن کو سب لوگ "محمّد" کہتے ہیں۔

"کیتے نور محمّدی ڈٹھے نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول"

(جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۳ نواں ایڈیشن)

میں نے دیکھا ہے کہ محمّد صلعم کے نور سے کئی رسول اور نبی پیدا ہوتے ہیں اے نانک خدا کی اس قدرت کا مشاہدہ کرکے میری تمام خودی جاتی رہی

"آٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڈے سول
دوجگ ہوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول

(گرنتھ صاحب صفحہ ۲۹۷)

حضرت نانک کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رہتے اور دکھ اٹھاتے رہتے ہیں اے دوزخ میں گرنے والے اگر تجھ کو رسول پر یقین ہوتا تو تو دوزخ میں گرتا؟ کیونکہ رسول کا چت یعنی یقین انسان کو دوزخ سے بچا دیتا ہے۔

نوٹ مہارشی ویاس جی نے بھی اپنی کتاب "بھوشیہ پران" کھنڈ ۳ شلوک $\frac{5}{24}$ میں آنحضرت صلعم کو مہادیو ہی لکھا ہے اور حضرت نانک کی اس عبارت کو پڑھ کر یہ امر پایۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے کہ ویاس جی کے نزدیک مہادیو سے قطعی طور پر حضرت محمد عربی ہی مراد ہیں جن کو وہ مہاد عربی لکھتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں :-

پیر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رشید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود
(سری راگ محلہ پہلا)

جس قدر پیر۔ پیغمبر۔ سالک۔ صادق۔ شہدا۔ شہید۔ شیخ مشائخ۔ قاضی اور ملاں ہوتے ہیں وہ خدا کی درگاہ میں سے ہدایت یافتہ ہیں۔ اور برکت اس انسان پر ہے جو درود شریف پڑھتا رہے۔

پوراتن جنم ساکھی میں لکھا ہے :-

"مٹھا نے کہا :-

"اوّل نام خدائے کا دوجا نبی رسول!
نانک کلمہ جے پڑھیں تاں درگاہ پویں قبول
تاں بابے جواب دتا۔
اول نام خدائے کا در در جان رسول
راس کر تاں درگاہ پویں قبول
(پوراتن جنم ساکھی ص۱۱)

یعنی جب پیر مٹھا نے کہا کہ اے نانک! پہلا نام خدا کا ہے۔ اور دوسرا رسول کا۔ یہی کلمہ پڑھنے سے انسان خدا کی درگاہ میں مقبول ہوسکتا ہے۔ تو حضرت نانک رح نے فرمایا ہاں خدا اور رسول کے نام سے ہی درگاہِ الٰہی میں قبولیت ہوسکتی ہے۔

جنم ساکھی بابا منی سنگھ میں لکھا ہے کہ:-

"پیغمبر صاحب نے مکے وچ تپ کیا تھا تو آکاش بانی ہوئی۔ کچھ ورنگ تو پیغمبر نے کہا کہ اب مذہب چلے جو سب اس میں شریک ہوں۔ وہ

قبول ہوا "(جنم ساکھی بابا منی سنگھ صفحہ ۲۸۵ سطر ۱۴)

پھر اس جنم ساکھی میں لکھا ہے :-

"کلجگ میں بھرم کرسا یا جگت بھول گیا تاں مہاراج نے اپنی شکتی کو محمد میں پا ئیکر عرب دیش کا پیغمبر اتپت کیا جہاں بہت پنتھ کلجگ میں ورت گئے۔ تاں محمد پیغمبر کو پاپ کے مٹاون واسطے اور نام کے جپاون واسطے اور پاسنا کے ورڈکمن واسطے اتپت کیتا - اور اگیانیاں جیاں نے نس کا اپدیش نہ مانیاں"

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۲۸۵)

جب کل جگ میں تمام زمانہ خدا کو بھول گیا - تو خدا نے اپنی شکتی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈال کر ملک عرب میں پیغمبر پیدا کیا - جب بہت مذہب کل جگ میں رائج تھے - تو حضرت محمد رسول اللہ کو پاپ مٹانے اور خدا کا نام بلند کرنے کے لئے مبعوث کیا اور نالائقوں نے آپ کا حکم نہ مانا -

مکہ معظمہ کی حرمت

حضرت بابا نانک رح مکہ معظمہ بھی گئے تھے - اور کیوں گئے تھے لکھا ہے

"ہن حکم پائیکر خدائے کا درویش نانک کو آیا ہے جو آگے ٹیاں کو ہون حکم دیا ساجو تسیں سچ دے دل پرچھو ....

ہن عمل نانک درویش تمہارا چلیا ہے - توں آپس کو سنبھال دنیا اندر جا - سب تھاں مقام جتیے توں کھنڈ پہ تھوی اوپر ہن تناں کی زیارت کرے - حضرت مکے مدینے حج کر"

(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۷۴)

جب حج کرنے والے آگے نکل گئے :-

"تب گورو صاحب نے ذہبی قیام کیا اور مردانہ کو کہا کہ مردانہ! ان حاجیوں کو جانے دو اگر ہمارے نصیب ہیں، حج کعبہ ہے تو ہم بھی جاویں گے" (جنم ساکھی بھائی بالا اردو صلا۱۶۳)

پھر گورو نانک فرماتے ہیں:۔

"اے مردانہ خوب یاد رکھو جو کہ شریف کو نہ مانے۔ وہ کافر ہے۔ خواہ کون ہو" (جنم ساکھی بالا اردو صلا۱۷۹)

پھر کہتے ہیں:۔

"مکہ بزرگی دا مکان ہے ایتھے جبرائیل حضرت محمدؐ صاحب نوں پیغمبری دیاں آیتاں لیایا سی جنہاں وچوں اک آیت ایہہ ہے "لولاک لما خلقت الافلاک" اے پیغمبر سبے ہیں تینوں نہ پیدا کراں ہاں تاں آسمان زمین بھی پیدا نہ کراں ہاں" (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صلا۲۵۹)

قرآن مجید کے متعلق

حضرت بابا نانکؒ قرآن مجید کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

"کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہے پران
نانک ناؤں بھیا رحمانؑ کر کرتا تو ایکو جان"

(راگ رام کلی محلہ اک۔ آدگرنتھ صلا۸۳۶)

یعنی قرآن مجید نے آکر پوتھی پنڈت اور پران وغیرہ کو منسوخ کردیا ہے اور "رحمان" کا نیا نام بتایا ہے

لہ "رحمان" خدا کا نیا نام تھا جیسا کہ مکاشفہ میں پیشگوئی تھی کہ خدا کے شہر یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور آسمان پر سے اترتی ہے اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا"

(مکاشفات یوحنا باب ۳ نشان ۱۲)

ترھیے حرف قرآن دے تیئے سپارے کین
لکھ وچ بجھ نصیحتاں سن سن کرو یقین
(جنم ساکھی بالا صلـ۲۲۱)

پنج وقت نماز گذاریئے پڑھیے کتیب قرآناں
نانک آکھے گور سید ے ہی رہیو پنیاں کھاناں
(آدھ گرنتھ صلـ۲۲ آسا محلہ ۱)

چولہ حضرت نانک

حضرت نانک رح کا ایک چولہ آج تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے۔ جس کا میلہ ہر سال بڑی شان و شوکت سے لگتا ہے اس چولہ کے متعلق لکھا ہے کہ خدا نے گورو نانک سے کہا:۔

"اے نانک! تم پر میں بہت خوش ہوں اور ایک خلعت تجھے عطا کرتا ہوں تب سری گورو جی نے عرض کی ہے نرنکار جی! جو آپ کی رضا ہو۔ پھر گورو صاحب نے مراقبہ میں ہو کر سجدہ شکر کیا۔ تب ایک خلعت مرحمت فرمایا۔" (جنم ساکھی بالا اردو صلـ۲۳۴)

اس چولہ پر ایک سو سے زائد رومال لپیٹے ہوئے ہیں۔ اور ایک رومال کو ہٹانے کے لئے ایک سو ایک دفعہ غسل کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس چولہ میں ہے کیا؟

اس چولہ میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے علاوہ سورہ الحمد اور قرآن مجید کی دیگر آیات لکھی ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک آیت یہ ہے۔

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ"

"خدا کے نزدیک سچا دین اسلام ہی ہے"۔

یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے۔ جو صاحب

دیکھنا چاہیں۔ دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن صرف ایک رومال کے ہٹانے کے لئے گیانی صاحب کو جو چولہ دکھاتیں گے ایک سو ایک دفعہ غسل کرنا پڑتا ہے اور رومال سو سے زیادہ ہیں۔

اس باب کے آخیر میں ہم حضرت نانکؒ کے متعلق ایک غیر جانبدار مورخ مسٹر میکالیف کی رائے درج ذیل کرتے ہیں :-

"جد کدی سماں بنیاں تاں گورو جی نے عرب دے پیغمبر حضرت محمد صاحبؐ نوں منن والے پکے مسلماناں وانگ بانگ بھی دتی" (اتہاس جلد ۱ صہ ۱۴۷)

یعنی جب کبھی موقع آیا۔ تب گورو جی نے ملک عرب کے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے پکے مسلمانوں کی طرح اذان بھی دی۔

یہ ہے حضرت نانکؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے متعلق مذہب جس کی روشنی میں اپنے گورو کا سچا سکھ کبھی بھی اسلام کی عالمگیر صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔

باب ششم

مستشرقین یورپ کے خیالات

اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کی ایک سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے لوگ اس کے شرعی قوانین۔ مساوات باہمی۔ اور فطری تعلیم کے معترف ہیں۔ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور تاریخ دان جب تنہائی میں بیٹھ کر اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کرتے ہیں۔ تو اُن کے دل اس یقین سے لبریز ہو جاتے ہیں کہ فی الواقع آنحضرت صلعم کی زندگی اس تعلیم کا ایک عملی نمونہ ہے۔ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور جس پر عمل پیرا ہو کر قوموں کی داخلی اور خارجی مشکلات ختم ہو سکتی ہیں۔

ذیل میں ہم یورپ کے فلاسفر۔ مؤرخین اور ادبا کی وہ تحریرات نقل کرتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ قرآن ہی وہ کتاب ہے۔ جو انسانوں کے ذہنی ارتقاء کے لحاظ سے ایک مکمل شریعت ہے۔ اور محمد عربی صلعم ہی وہ نبی ہیں۔ جن کی پیش کردہ تعلیم قابل عمل اور باعث نجات ہو سکتی ہے۔ یعنی اسلام اقوام عالم کے تمام سیاسی اور مکمل مصائب کا واحد حل ہے۔

ایچ - اے - آر گب)

یورپ کے اس مشہور محقق نے ۱۹۳۲ء میں ایک کتاب "وہدر اسلام" لکھی - جس کا ترجمہ ہے :- "اسلام کدھر جا رہا ہے" اس کتاب میں وہ لکھتا ہے :-

" اسلام کے سامنے نسلِ انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے - ...... اس کے اندر وہ عظیم الشان روایت ہے جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کر سکتی ہے - نسلِ انسانی کی متعدد اور مختلف قوموں کے اندر اتحاد پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے - اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں پائی جاتی - اور پھر اتحاد بھی ایسا جس نے مرتبہ کے لحاظ سے - موقعہ دینے کے لحاظ سے جد و جہد کے لحاظ سے نسلِ انسانی میں مساوات پیدا کر دی ہے ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزاء کو جو باہم ملنے کے قابل نظر نہیں آتے - اکٹھا کر دے - اگر مشرق اور مغرب کی عظیم الشان قوموں کا مقابلہ کبھی تعاون میں تبدیل ہو سکتا ہے تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے "

پھر یہی مصنف لکھتا ہے :-

" اپنی علمی اور اخلاقی زندگی کی تکمیل یورپ ان طاقتوں اور استعدادوں کے بغیر نہیں کر سکتا - جو اسلامی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں "

پھر رقمطراز ہے :-

" مغربی تہذیب کے اس توازن کو جو اس کی یک طرفہ ترقی کی وجہ سے جاتا رہا ہے - بحال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلامی

سوسائٹی کے سامنے دستِ سوال دراز کریں "۔

مسٹر ہربرٹ وائل)

"حضرت مسیح کی وفات کے چھ سو سال بعد جبکہ عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی ۔ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے ۔ جنہوں نے بت پرستی کو مٹایا اور عرب کے وحشیوں کو نہایت متمدن بنا دیا ۔ عام لوگ ان کی دیانتداری اور سچائی کے سبب ان کو امین کہہ کر پکارتے تھے ۔ انہوں نے گمراہوں کو راستہ بتایا ۔ اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی "۔
(گریٹ ٹیچر مصنفہ ہربرٹ وائل)

پروفیسر ہرگرونجے)

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نئے دین کے مدعی نہ تھے ۔ اور عیسائیت اگرچہ اسلام سے پہلے ہی یونانیوں اور یہودیوں ۔ وحشیوں اور سیتھیون ۔ غلام اور آزاد کی تفریق مٹا چکی تھی ۔ لیکن پیغمبر اسلام نے جس مجلس اقوام کی داغ بیل ڈالی ۔ اس نے قوموں کے اتحاد اور انسانوں کی اخوت کو ایسی وسیع بنیادوں پر قائم کیا ۔ جس سے دوسری اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیے ۔ آج سفید فام عیسائیوں کے گرجوں میں سیاہ فام عیسائیوں کا داخلہ منع ہے ۔ ایک عیسائی مشنری کا اس لئے مقاطعہ کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ ایک حبشی عورت سے شادی کر لیتا ہے ۔ لوگوں کو زندہ جلایا جاتا ہے ۔ اور اس قسم کی بے شمار چیزیں ہیں ۔ جو مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور اس سے عیسائی سوسائٹی کی پست حالت پر استدلال کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ مجلس اقوام کے تخیل کی طرف جس طریق پر مسلمان

اقوام نے پیش قدمی کی ہے۔ اس سے بہتر مثال دوسری اقوام پیش نہیں کر سکتیں "۔

(دی مسلم ورلڈ آف ٹوڈے)

ریورنڈ باسورتھ سمتھ (عیسائی مورخ)

" نیرنگی اتفاق سے جو تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ہی وقت میں تین چیزوں کی بنیاد ڈالی ہے قوم کی۔ سلطنت کی۔ اور مذہب کی۔ اور ایک ایسا شخص ہو کر جو نہ لکھ سکتا تھا اور نہ پڑھ سکتا تھا۔ آپ نے دنیا کو ایک ایسی کتاب دی ہے۔ جو ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے۔ قانون بھی ہے۔ کتاب الدعا بھی ہے۔ اور بشارتوں کی مقدس کتاب بھی ہے۔ اور آج کے دن تک تمام نسل انسانی کا چھٹا حصہ اس کی طرز تحریر۔ سچائی اور مقبولیت کو ایک زندہ معجزہ سمجھتا ہے پیغمبر اسلام نے اسی ایک معجزے کا دعوےٰ کیا تھا۔ اسے قائم اور دائم معجزہ قرار دیا تھا۔ اور یہ واقعی ایک معجزہ ہے "۔

پھر یہی مورخ مسٹر لین پول کا قول نقل کرتا ہے کہ:۔

" اسیران بدر سے آپ کا حسین سلوک۔ مدنی دشمنوں سے حلم اور بردباری۔ بے زبان جانوروں تک سے آپ کی ہمدردی اور سب سے بڑھ کر مکہ میں آپ کا پر امن داخلہ اور وہ معافی جو آپ نے اس موقعہ پر . . . . . . اپنے خونی دشمنوں کو دی۔ جنھوں نے برابر اٹھارہ سال تک آپ سے ظلم اور بے عزتی کا سلوک کیا تھا۔ اور پھر آخر میں کھلم کھلا جنگ و جدل تک نوبت پہنچائی تھی۔ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ پیغمبر اسلام کی فطرت۔ بے رحمی

کے اثر سے پاک تھی"۔

پھر یونڈر باسورتھ اسمتھ۔ موسیٰ۔ زردشت۔ بدھ۔ کنفیوشش سولن۔ لقراط اور عیسیٰ کے سوانح حیات کا دھندلا پن ظاہر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"لیکن اسلام؟ اس میں ہر چیز ممتاز ہے۔ یہاں دھندلا پن اور راز نہیں ہے۔ ہم تاریخ رکھتے ہیں۔ کوئی شخص نہ خود دھوکا کھا سکتا ہے نہ دوسروں کو دھوکا دے سکتا ہے۔ یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر ایک چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک پہنچ رہی ہے"۔ (محمد اینڈ محمد نزم ۱۸۷۱ء ۱۵)

مسٹر اسٹینلی لین پول)

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت با اخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔ ان کی خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے۔ آپ اس قدر انکسار پسند تھے۔ کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں سے بہت زیادہ محبت کرتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ بے شک وہ مقدس پیغمبر تھے"۔

(سپیچز آف محمد مصنفہ لین پول)

لین پول قرآن مجید کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ:۔

"قرآن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ اور بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے ان تمام گمراہیوں کو مٹایا جن

کو دُنیا پر چھائے ہوئے مسلسل کئی صدیاں گذر چکی تھیں۔ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ اور اصولِ مدنیت اور علوم حقائق سکھائے۔ ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی۔ تو انسانی اخلاق تمام ہو جاتے۔ اور دُنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے"۔ (گارڈنس آف ہولی قرآن)

مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز)

"اسلام نے خدا کی نظروں میں تمام بنی نوع انسان کی برابری اور مسلمانوں کی اندرونی اخوت پر بلا لحاظ رنگ۔ نسل اور درجے کے بہت زور دیا ہے۔ اور یہ اصول اسلام کی طاقت اور قوت کا سرچشمہ ہے"۔ (آؤٹ لائن آف ہسٹری)

رہنمان)

"اسلام ایک محیر العقول ولولہ انگیز طاقت ہے۔ جو لغت، جنسیت۔ وطنیت۔ طبیعت اور مزاج کے اختلافات کے باوجود اپنے حلقہ بگوشوں کو ایک کر دیتی ہے"۔

(مسٹر ہاورڈ ۔۔ دی نیو ورلڈ آف اسلام)

فرانس کا انقلابی مصنف والٹیر)

"میں آپ سے پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں۔ جو مذہب اسلام پر دیگر اتہامات کے علاوہ عیش پرستی اور راحت کوشی کا الزام عاید کرتے ہیں۔ یہ سب بے جا اور صداقت سے معرا ہیں۔ آپ کو دیگر مواقع کی طرح یہاں بھی غلط فہمی ہوئی ہے۔

پادریو! راہبو اور مجاورو! اگر ماہ جولائی میں جبکہ

رمضان اس ماہ میں آتے ہیں بجے صبح سے ۱۰ بجے شام تک تم پہ کھانے پینے کی ممانعت کا قانون عائد کر دیا جائے ۔ اگر تم کو ہر قسم کی قمار بازی سے منع کر دیا جائے ۔ اگر تمہارے لئے شراب حرام کر دی جائے ۔ اگر تم کو تپتے ہوئے صحراؤں سے گذر کر حج کو جانے کے لئے کہا جائے اگر تم سے کہا جائے کہ اپنی آمدنی کا ۲½ فی صدی محتاجوں اور ناداروں میں تقسیم کر دو۔ اگر تم اٹھارہ عورتوں کی رفاقت کا لطف اُٹھاتے ہو اور ان میں سے چودہ یک قلم کم کر دی جائیں تو کیا ایمانداری سے یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ ایسا مذہب عیش پرست ہے۔"

(مسٹر جارج برنارڈ شا)

"اب سے ایک سو سال بعد یا اس سے بھی پہلے انگلستان خاص طور پہ اور مغربی دنیا عام طور پر مشرف باسلام ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اسلام میں ہر قسم کی ترقی کے جذب کرنے کی بے پناہ قوت موجود ہے ۔ انسانی ارتقا ترقی کی جس قدر بلندیوں تک پہنچ جائے۔ وہ اسلام کو ہر جگہ اپنے ساتھ موجود پائے گا ۔ اسلام نے شخصی حقوق کی جس قدر محافظت کی ہے ۔ دنیا کی کوئی تہذیب کوئی مذہب اور کوئی قانون اس کی برابری نہیں کر سکتا ۔ دنیا حقیقی اور عملی اخوت سے خالی ہے ۔ لیکن اسلام کا دسترخوان اس نعمت سے بھرپور ہے ۔ ایک کہتا ہے میں انگریز ہوں ۔ دوسرا کہتا ہے میں فرانسیسی ہوں تیسرا کہتا ہے میں جرمن ہوں لیکن مسلمان دنیا کے کسی ملک میں آباد ہو وہ اپنے کو صرف مسلمان کہتا ہے ۔ اور ثابت کر دیتا ہے کہ وہ وطنیت کی حدود سے بالاتر ہے ۔ اسلام ہر فرد و بشر کو قانونی طور پہ آزادی

اور جائداد کی ملکیت کا حق دیتا ہے۔ سوشلزم کا وہ عظیم الشان تخیل جسے یورپ نے آج سمجھا ہے۔ اسلام کی عملی زندگی میں تیرہ سو سال سے اور مسلّم ہے۔

(ڈاکٹر مورسین فرانسیسی مترجم قرآن)

" قرآن کیا ہے ؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی تعریف ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت بلاغت ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں۔ ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے اور اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان نالموس کے عہد تک نازل ہوئیں۔ کسی ایک نے اس کی ایک ادنیٰ سورۃ کا بھی مقابلہ نہیں کیا۔ اس کے نئے سے نئے عجائبات جو روز بروز نکلتے آتے ہیں۔ اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ مسلمان ادیب جب انہیں پڑھتے ہیں تو سجدہ کرنے لگتے ہیں۔ اور قیامت تک کے لئے اس کو سرمایۂ ناز سمجھتے ہیں۔

کوئی چیز عیسائیان روم کو اس گمراہی کی خندق سے جس میں وہ گرے پڑے ہیں نہیں نکال سکتی تھی۔ بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غارِ حرا سے بلند ہوئی۔ اس آواز نے دنیا کو ایک ایسا سیدھا سادھا اور پاک صاف مذہب

سکھایا۔ جس میں بقول فاضل محقق "گاڈفری ہگنس" نہ پاک پانی ہے نہ تبرک نہ مورت۔ نہ تقریر۔ نہ سینٹ"

(رسالہ لابارول فرانسس رومان)

ٹالسٹائی (روسی فلاسفر)

قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے۔ جس کی نسبت ان کا یہ خیال ہے کہ اس کو خدا نے نازل کیا ہے یہ کتاب عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے۔ تمدن ہے۔ معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی ان نادر(وں) کے ساتھ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی جبکہ ہر طرف آتش و فساد کے شرارے بلند تھے۔ خونخواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک جاری تھی۔ اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہ کیا جاتا تھا۔ اور اس کتاب نے ان گمراہیوں کا خاتمہ کیا تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(دی لائٹ آف ریلیجن صہ ۱۴۸)

نیز یہی روسی فلاسفر اور ادیب کہتا ہے کہ:۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو بت پرستی سے روکا۔ اور افعال قبیحہ سے منع کیا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت ہمدردی اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ غارت گری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ آپ دنیا میں مصلح اعظم

بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی۔ جو قوت بشری سے سب سے زیادہ اعلیٰ وارفع ہے"

(مؤرخ اعظم ایڈورڈ گبن)

"ہر انصاف پسند آدمی اس حقیقت کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہے کہ قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں اور وہ اپنے اثر کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز پوزیشن رکھتا ہے۔ اس نے وحشی عربوں کی زبردست اصلاح کی۔ ہمدردی اور محبت کے جذبات سے ان کے دلوں کو معمور کر دیا۔ اور قتل و خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ یہ اُس کا عظیم الشان کارنامہ ہے"

(ہسٹری آف دی ورلڈ ص۲۸۸)

پھر یہی گبن کہتا ہے:۔

"ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم تبلیغ و ہدایت خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری شان و شوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے۔ گھر کے ادنیٰ ادنیٰ کام خود کرتے تھے آگ سلگاتے۔ جھاڑو دیتے۔ اپنی جوتیاں گانٹھتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ جو کی روٹیاں کھاتے۔ مگر مہمانوں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ ہر اعتبار آپ مقدس بزرگ تھے"۔

(مسٹر طامس کارلائل)

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب نہایت صاف شفاف اور اُن کے خیالات ہوا و ہوس سے بے لوث تھے

وہ نہایت سرگرم ریفارمر اور باخدا بزرگ تھے۔ آج بھی اُن کی صداقت کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اس روشن چشم۔ فراخ حوصلہ۔ کریم النفس۔ معاشرت پسند اور درد بھرے دل والے بادیہ نشیں کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دُور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی۔ اور ان کا شمار ان لوگوں میں تھا۔ جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو فطرتاً بے لوث اور سچے ہوتے ہیں۔ (ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ مصنفہ کارلائل)

نیز مسٹر کارلائل نے قرآن حکیم سے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے،

"قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ جس کی نسبت مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کو خدا نے بھیجا ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت وشرافت اور تہذیب وتمدن کا نام ونشان مٹ چکا تھا۔ ہرطرف بے چینی اور بدامنی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن وسکون اور محبت کے جذبات پیدا کئے۔ بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور ظلم وستم کا بازار سرد ہو گیا۔ ہزاروں گمراہ راہ راست پر آ گئے۔ اور بے شمار وحشی شائستہ بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اس نے جاہلوں کو عالم۔ ظالموں کو رحمدل اور عیش پرستوں

کو پرہیزگار بنا دیا۔ یہی وہ کتاب ہے۔ جو آج چالیس کروڑ آدمیوں کے دلوں پر حکومت کرتی ہے۔ اور وہ اس کی تنظیم کے لئے وقف ہیں۔

(دی پاپولر ریلیجن آف ورلڈ ص۱۱۵)

مارگیولیس)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس میں بھی جگہ پانا قابل عزت ہے"

(مارگیولیس محمدؐ ص۱)

جان ڈیون پورٹ)

"اس میں شبہ نہیں کہ تمام مصنفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں۔ جس کے سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں"

(اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن)

مسٹر طامس کارلائل نے اپنی کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور سیرت پر بالتفصیل بحث کی ہے۔ ہم اس کتاب میں سے بعض اجزاء کو درج ذیل کرتے ہیں لیکن پڑھنے سے قبل اس بات کو ضرور ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ ایک مغربی مصنف کے خیالات ہیں۔ جس نے تعصب سے ہٹ کر حضور صلعم کی زندگی پر نظر ڈالی ہے۔

"نپولین۔ برنز۔ میرابو۔ کرن ویل اور بہت سے ایسے افراد جو دنیا کو فساد اور گمراہی سے بچا کر نجات

اور فلاح کے راستہ پر لاتے ہیں۔ بڑے مقتدر ہو گزرے ہیں۔ لیکن سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کے سامنے سب کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے۔ آپ کا ہر فعل تصنّع اور تکلف سے مبرا ہے۔ اور حقیقت پر مبنی ہے۔ ان کو اپنی ذات اور صفات کا احساس نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی ذات کو عامۃ الناس کے زمرہ میں عام انسان کی طرح شامل سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے کام کی تکمیل پر بھی مفاخرت اُن کے شعور اور ادراک سے کوسوں دور رہتی تھی۔"

"آپ کی سیرتِ مقدس کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ زندگی کے شروع زمانہ ہی سے آپ راست باز اور امین تھے۔ آپ کی ایک ایک بات حکمت کے خزانہ کی کنجی تھی — اور وہ مشکلات جو زندگی میں پیش آسکتی ہیں۔ آپ نے سب حل فرما دی تھیں — آپ کا طریق زندگی شرافت۔ اخلاق اور تہذیب کا سبق آموز تھا۔ آپ کبھی ضرورت کے سوا کوئی بات مُنہ سے نہیں نکالتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بات فرماتے تھے۔ وہ حکمت اور رہنمائی کی مرادف ہوتی تھی۔ اور حقیقت میں کلامِ متین کی شان ایسی ہی ہوتی ہے۔"

"موجودہ زمانہ کی سائنٹیفک ایجادات اور ادبیات کے ذخیروں نے ہم کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کشش میں ہم اپنے روحانیت کے جوہر کھو بیٹھے ہیں۔

لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو روحانیت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے بعد دنیا کی تمام نعمتیں ہمارے کام آسکتی ہیں۔ بڑی سے بڑی حکمت اور سائنس بھی اس کے بغیر ناکارہ اور مہمل ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ایسا تھا کہ مذہب اسلام کی بنیاد نفسانی خواہشات پر ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا کہنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیونکہ قوتِ شہوی اور غضبی اور نفسِ امارہ کے تمام کام براہِ راست مذموم تصور کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب ان سب قوتوں پر حکمتِ کامل کا تصرّف ہو اور ہر فعل اور ہر کام قوتِ عقل کی ماتحتی میں کیا جائے تو پھر مذمت یا بُرائی حسنِ عمل سے بدل جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام کے مذہب نے عامۂ خلائق کو بُرائیوں سے بچاکر اکتسابِ فضیلت کا درس دیا ہے"

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلّم) نفس پرستی کی منزل سے کوسوں دور تھے۔ لذّت پرستی اور ذاتِ اقدس میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ سچ پوچھو تو آپ غذا۔ لباس۔ مسکن اور دیگر معاملاتِ زندگی میں بڑے محتاط تھے باوجودیکہ آپ بنی ہاشم جیسے متمول اور تونگر خاندان کے مقدس رکن تھے۔ لیکن ایثار کی فضیلت کے قربان کہ اکثر اوقات نانِ دآب سرد پر اکتفا فرماتے تھے۔ کئی کئی دن گھر میں چولھا گرم نہ ہوتا تھا۔ اور اُولوالعزمی کا یہ حال تھا کہ تمام دنیا کی اصلاح کا ذمہ لیکر ہمیشہ کے لئے انسان کی زندگی کے راستہ کو صاف کر دیا۔ رحم و کرم۔ اور لطف و عنایات ایسی صفتیں تھیں۔ جو اُس دانائے راز کے اعمال و افعال

شریف سے نمایاں ہوتی تھیں۔ آپ نے انتہائی خلوص اور پختگی
کے ساتھ اہلِ دُنیا کو خدائے یکتا کی توحید کی دعوت دی۔
اور شرک و بت پرستی کا نام و نشان تک مٹا دیا"۔
"موّرخین بالا تفاق لکھتے ہیں۔ کہ سرور کائناتؐ اپنا
لباس خود سیتے پیوند لگاتے اور رفو فرماتے تھے۔ کیا
اس سے زیادہ بلند مثال دنیا کی تاریخ پیش کر سکتی ہے؟
آپ نے موٹے کپڑے پہن کر اور نانِ جویں کھا کر تبلیغ دین اور
توحیدِ حق میں زندگی گذار دی۔ آپ رات دن یہی کوشش
فرماتے رہے کہ لوگ انصاف اور فضیلتِ نفس اور اچھی
عادتیں سیکھیں۔ آپ کی ذاتِ مبارک نے ضعیف اور کمزور
انسانوں کی طرح کبھی شہرت یا حکومت کو پسند نہ فرمایا۔ کبھی
دنیاوی جاہ و مراتب کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھا اشاعت
دین۔ توحید اور عدل آپ کی سرشت کا حصّہ تھے۔ اگر آپ میں
ایسی صفات نہ ہوتیں تو عرب کے جہلاء جو بڑے سخت گیر اور
سخت دل تھے۔ کبھی آپ کی تعظیم اور توقیر پر آمادہ نہ ہوتے۔
یہ آپ کی تعلیم روحانی کی برکت تھی۔ کہ وحشی۔ متعصب اور جاہل
عرب مہذب اور شائستہ بن گئے۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ اگر
سیّدِ عالم کی بجائے قیصرِ روم اپنے تاج و تخت سے آراستہ
ہو کر ان لوگوں پر حکومت کرتا اور ان سے اطاعت۔ صداقت
اور راست روی کا مطالبہ کرتا تو آپ کے مقابلہ میں عشرِ عشیر
بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ آپ کی روحانی عظمت کا اس سے
زیادہ بیّن ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے"۔

باب ہفتم

زائچۂ ولادت

تاریخ ولادت)

آپ موسم بہار میں ۹ ربیع الاول بروز دوشنبہ یعنی پیر حضرت آمنہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ہم ذیل میں دنیا کے مشہور سنوں کے حساب سے آپ کی تاریخ ولادت درج کرتے ہیں۔

(۱) ۱۹ ماہ اپریل ۵۲۸۴ء جولین پیریڈ

(۲) ۱۰ ماہ ایار ۳۳۳۱ء عبرانی

(۳) ۱۱ ماہ بشنس ۳۶۷۵ء طوفان

(۴) یکم ماہ جیٹھ ۳۶۷۲ء کل جگ

(۵) ۲۰ ماہ ۷ ۲۸۵۸ء ابراہیمی

(۶) ۸ ماہ توت ۳۱۹ء بخت نصری

(۷) ۲۰ ماہ نیسان ۸۸۲ء سکندری

(۸) یکم ماہ جلیٹھ ۶۲۸ء بکرمی شمسی

(۹) ۲۲ ماہ اپریل ۵۷۱ء عیسوی

(۱۰) ۲۵ ماہ برموده ۲۸۷ء قبطی

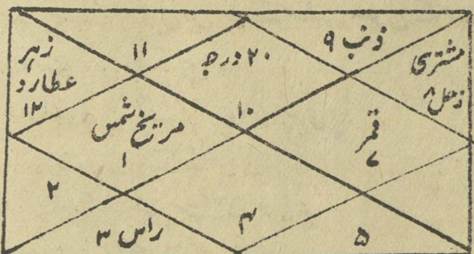
(۱۱) ۱۸ ماہ دے ۴۰ء نوشیروانی

(۱۲) ۹ ماہ ربیع الاول ۱ء عام الفیل۔

زائچۂ ولادت

گو علم نجوم پر ایمان کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ کیونکہ یہ ایک قیاسی علم ہے۔ پھر بھی ریاضی کی طرح قیاسی علم سے بھی بعض اوقات عمل صحیح کے نتیجہ میں صحیح جواب برآمد ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ دنیا کی بعض اقوام علم نجوم کو ہنوز جزو ایمان سمجھتی ہیں۔ اس لئے ان کی رہبری کے لئے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زائچۂ ولادت مرتب کرتے ہیں۔ تا وہ لوگ جو ستاروں کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس علم کی رُو سے بھی حضورؐ کی صداقت کا اعتراف کریں۔

عربی وقت کے اعتبار سے آنحضرت صلعم بعد نصف اللیل[۱] ایک بجکر ۲۵ منٹ اور ۳۶ سیکنڈ کو پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے زائچہ ملاحظہ فرمائیے:-



اس زائچہ میں چار سیارے یعنی شمس۔ زہرہ۔ راس اور ذنب چونکہ شرف میں واقع ہیں اس لئے آپ کا دو عالم میں سردار ہونا ثابت ہے۔ برج آپ کا

[۱] مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضور صلعم صبحِ صادق یعنی طلوعِ آفتاب سے قبل پیدا ہوئے تھے میرے دوست مولانا الم مظفر نگری جو علم اجرام فلکی میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔ کافی تحقیق اور چھان بین کے بعد یہ تصریح کرتے ہیں کہ حضورؐ کی پیدائش کا صحیح وقت ایک بجکر ۲۵ منٹ اور ۳۶ سیکنڈ بعد نصف اللیل ہے۔ لہٰذا اسی وقت کو زیادہ صحیح سمجھتے ہوئے حضورؐ کا زائچہ تیار کیا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ عربی ٹائم کے آگے پیچھے ہونے کی وجہ سے مؤرخین سے سہو ہو گیا ہو۔

طالع ہے۔ جس کے انیس درجے گزر چکے ہیں اور بیسواں طالع ہے لہٰذا آپ دین و دُنیا میں صاحب سعادت اور قوت صبر و رضا میں بلند ترین مقام رکھتے ہیں۔ سہم الغیب اور سہم السعادت و تدالغائب میں ہیں — اور ان ہر دو سہام کا مالک قمر ہے۔ اس لیے ثابت ہے کہ آپ آسمانی انوار و برکات کے جاذب اور دین و دنیا کے انعامات کے وارث ہوں۔ اور بوجہ نزول وحی و الہام کے آپ کا علم آسمانی ذریعہ سے ظاہر ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ قمر خانۂ دشمن میں ہے۔ لہٰذا آپ کا اُمّی ہونا اور اکتسابِ علوم ظاہری نہ کرنا ضروری ہے۔

دسویں خانہ کا مالک زہرہ۔ برج شرف میں ہے۔ اور یہ پانچویں خانہ کا بھی مالک ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ صاحب اقبال ہوں۔

عطارد صاحب خانہ نہم ہے۔ اور یہی خانہ ولایت و نبوّت کا ہے نیز زہرہ اور عطارد خانۂ نہم کو ناظر ہیں۔ اور اس خانہ کا دوسرا مالک راس ہے۔ جو برج شرف میں ہے۔ اور حکومت سے خانہ نہم ترقی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ لہٰذا ان تمام دلائل سے ثابت ہوا۔ کہ آپ دو عالم کے شہنشاہ اور تمام بنی آدم کے لئے باعثِ فخر ہوں۔ نیز آپ کی نبوّت ترقی کے انتہائی مدارج پر ہو اور آپ کے فیضان ہمیشہ جاری رہیں۔

عطارد خانۂ نہم کے علاوہ چھٹے خانہ کا بھی مالک ہے۔ لیکن ہبوط میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پیغام آسمانی کے پھیلانے کے لئے جو آپ پر بذریعہ وحی نازل ہو۔ مصائب و تکالیف کا سامنا ہوگا۔ لیکن عطارد چونکہ زہرہ کے ساتھ ہے اور زہرہ برج شرف میں ہے۔ اس لئے باوجود مصائب و تکالیف کے آخر اس پیغام آسمانی کا غالب آنا ایک لازمی امر ہے۔

راس کا دورِ طبعی سوا تین برس باقی ہے۔ لہٰذا دورِ عطارد کے

عہدِ اقبال کی رو سے اس پیغامِ آسمانی کی تبلیغ بیالیسویں سال قمری میں ہونا چاہیئے۔

خانہ اوّل و خانہ دوم ستیاروں سے خالی ہیں۔ خانہ دوم میں برج دلو ہے۔ جو اہلِ علم و معرفت سے محبت فرمانے اور خیرات و سخاوت کے جوہرِ فطری کی علامت ہے۔

خانۂ سوم میں برجِ حوت ہے۔ یہ نشانی ہے آپ کے مہمان نواز اور رحمۃ للعالمین ہونے کی زہرہ اور عطارد بھی یہیں مقیم ہیں۔ زہرہ خانۂ پنجم اور دہم کا مالک ہے۔ اور خانہ نہم پر نظر رکھتا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ آپ کم کھانے والے۔ خوش شکل۔ حلیم الطبع۔ صاحبِ اخلاق۔ پوشیدہ خیرات کرنے والے۔ بلند حوصلہ۔ اہلِ کنبہ سے محبت کرنے والے اور کفر و شرک سے طبعی نفرت کرنے والے ہوں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ صاحبِ اولادِ اناث ہوں

خانۂ سوم میں عطارد خانہ ششم اور خانہ نہم کا مالک ہے۔ اور خانہ نہم کو دیکھتا بھی ہے۔ جو دلیل ہے اس امر کی کہ آپ کو رشتہ داروں سے تکلیف پہنچے۔ اور آپ مصائب و تکالیف میں ثابت قدم رہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا کوئی برادرِ حقیقی نہ ہو۔ اور اولادِ نرینہ زندہ نہ رہے۔ نیز آپ کے اصحاب وفاکیش اور جاں نثار ہوں۔ اور چونکہ یہاں عطارد ہبوط میں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پیدائش کے وقت آپ کے والدِ محترم زندہ نہ ہوں۔ یعنی اُن کا سایہ آپ پر نہ ہو۔

خانۂ چہارم میں برجِ حمل ہے۔ اور شمس جو شرف یافتہ ہے۔ اس میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ سخی۔ کریم النفس۔ حکیم۔ دانا۔ فصیح الکلام۔ خوش شکل اور صاحبِ حکومت ہوں۔ نیز آپ کے دشمن ہمیشہ مغلوب رہیں۔ مریخ بھی اسی خانہ میں مقیم ہے۔ جو خطرات شدید

کی علامت ہے۔ اس لئے جنگ وفاعی ضروری ہے۔ لیکن چونکہ شمس شرف میں ہے۔ اس لئے آپ تمام خطرات سے محفوظ رہیں۔ اور حریفوں پر غالب آئیں ___

خانۂ چہارم والدہ کا ہے اور وتد الارض بھی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے عہد طفلی ہی میں فوت ہو جائیں۔

خانہ پنجم ستارہ سے خالی ہے۔ اور اس میں برج ثور واقع ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب اقبال۔ بلند ارادہ۔ مضبوط۔ خوبصورت اعضا والے اور صاحب اولاد اناث ہوں۔ لیکن اس خانہ کا مالک چونکہ زہرہ ہے۔ جو خانۂ سوم میں مقیم ہے۔ لہٰذا مصائب کے بعد راحت میسّر ہو۔ زہرہ وعطارد دونوں کی نگاہیں اس خانہ پر ہیں جو دلیل ہے اس امر کی کہ عرب وعجم میں کوئی آپ جیسا فصیح الکلام نہ ہو اس سے با اقبال ہونا بھی ظاہر ہے۔

خانۂ ششم میں برج جوزا ہے۔ اور یہاں راس ٹھہرا ہُوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے دشمنوں پر بھی رحم وشفقت فرمائیں۔ اور ان کی بڑی سے بڑی خطائیں معاف کر دیں۔ نیز زمین کے خزائن آپ کے قدموں تلے ہوں۔ مگر آپ اُن کی پروا نہ کریں۔ اس خانہ میں چونکہ شمس کی بھی نظر ہے اس لئے آپ کے حریفوں کا مقہور ومغلوب ہونا لازمی ہے۔ نیز آپ کی دائیں آنکھ میں کبھی کچھ تکلیف بھی ہو۔ اور اس خانہ کو چونکہ مریخ بھی دیکھتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ کسی وقت آپ کو لوہے کے ہتھیار سے زخم پہنچے۔ پتھروں سے بھی زخم کا احتمال ہے۔ راس جو اس خانہ میں مقیم ہے۔ خانہ دوم وخانۂ نہم کا مالک ہے۔ اس دلیل سے آپ کا بلند مرتبت۔ صاحب اقبال۔ قوی الجسم۔ اور صاحب معجزات ہونا ثابت ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دشمن ہمیشہ خائب وخاسر رہیں۔

خانۂ ہفتم ستیارہ سے خالی ہے۔ اور اس میں برج سرطان واقع ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کی ازواج نیک چلن۔ وفا شعار۔ محبت کرنے والی اور قدسی صفات والی ہوں۔ اس خانہ کا مالک قمر ہے۔ جو خانۂ دہم میں ہے یہ شہرت اور سبکدوشیٔ فرض کی علامت ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے بادشاہوں اور امرا تک پیغامِ آسمانی کو پہنچائیں۔

خانۂ ہشتم بھی سیارہ سے خالی ہے۔ اور اس میں برج اسد ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ آپ پردیس ہی میں فوت ہوں اور وہیں دفن ہوں اور آپ کا مدفن تا روزِ حشر مرجعِ خلائق رہے۔

خانہ نہم بھی ستارہ سے خالی ہے اور اس میں برج سنبلہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ عورتوں پر نظرِ شفقت فرمائیں۔ اور ان کے حقوق تمام دنیا سے منوائیں۔ نیز ساری عمر توحید کے پھیلانے میں مصروف رہیں۔ چونکہ عطارد جو خانۂ سوم میں ہے اس خانہ کا مالک ہے۔ اس لئے آپ کی شہرت دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ ہو۔ اور زمین و آسمان میں آپ کی نام وری ہو۔

خانہ دہم میں برج میزان ہے۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ آپ تجارت کے امور کی طرف متوجہ ہوں۔ سفر کریں۔ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں۔ صاحبِ نبوت ہوں۔ اور نیک انسانوں کی صحبت اختیار فرمائیں۔ قمر اس خانہ میں مقیم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی زوجہ کے مال سے بھی مستفید ہوں۔ شہرت دائمی پائیں۔ اور قمر چونکہ مریخ اور شمس سے اتحادِ نظری رکھتا ہے اس لئے اپنے پیغامِ آسمانی کو خاص و عام تک پہنچائیں بادشاہوں پر آپ کا رعب ہو۔ بات کے سچے اور اپنے مشن میں سرگرم رہیں۔ نیز آپ بہترین شوہر ہوں۔ آپ کی ازواج آپ کی مطیع اور عقیل و فہیم ہوں اور سب آپ کے فرمانبردار رہیں۔

خانۂ یازدہم میں برج عقرب ہے۔ ایسے مولود کا غیر معمولی ہونا

لازمی ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی والہام آپ پر نازل ہو۔ اور آپ کی کتاب ادیان سابقہ کی کتب کو منسوخ کرے۔ دلائل نبوت میں سے ایک یہ دلیل بھی نہایت زبردست ہے۔ کہ اس خانہ میں مشتری اور زحل دونوں مقیم ہیں۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا علم تمام انسانوں سے ارفع واعلیٰ ہو۔

زحل طالع کو دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا آپ کا عقیل و فہیم۔ عالی مرتبت صاحب مروت و اخلاق ذوی حیا اور صاحب ایمان کامل ہونا شرط ہے زحل خانۂ پنجم پر بھی نظر رکھتا ہے۔ مگر چونکہ دشمن کے خانہ میں ہے اس لئے اولادِ نرینہ کا زندہ نہ رہنا ضروری ہے۔ لیکن آپ کا ہر حال میں راضی برضا رہنا بھی ثابت ہے۔ زحل خانہ ہشتم کو بھی دیکھتا ہے۔ جو اس امر کی دلیل ہے۔ کہ آپ اپنے دشمنوں پر بھی رحم فرمائیں۔ نیز بعض اوقات انکار دینی کی وجہ سے رنجیدہ ہوں۔ بچپن میں طبیعت بھی کچھ ناساز ہو۔ اور زحل چونکہ خانۂ دوم کا مالک ہے۔ اس لئے ستارہ مہلک ہو گیا ہے اس لئے اس کے اور اکبر میں جب ذنب کا دورِ پنجم ہو آپ کی وفات ضروری ہے اس خانہ میں مشتری مالکِ خانہ دوازدہم ہو کر پڑا ہے۔ اور وہ خانہ سوم خانۂ پنجم اور خانۂ ہفتم کو دیکھتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے عزیز واحباب اور انصار کو مال عطا فرمائیں۔ متوسط العمر ہوں۔ انسانوں کے ملجا وماویٰ بنیں۔ آپ کے اصحاب آپ پر نثار ہوں۔ آپ کی خدمت کرنا باعثِ سعادت سمجھیں۔ آپ کثیر الازدواج۔ کثیر الاصحاب اور کثیر العلم ہوں۔ خدا کی مدد سے دین ودنیا کی برکتیں اور عظمتیں حاصل کریں۔ اپنی ذات پر کم خرچ کریں۔ اور دوسروں کا زیادہ خیال رکھیں۔

خانہ دوازدہم برجِ قوس ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دولت کا حصہ کثیر بڑے لوگوں کے مقابلہ میں زائل ہو۔ چونکہ اس خانہ

میں ذنب ٹھہرا ہوا ہے۔ لہٰذا آپ کی آنکھوں کی خوبصورتی اور کشش لازمی
شرط ہے۔ جو دبدبہ میں بادشاہوں سے بڑھ کر ہو۔ بہت سے اہل وطن آپ
سے جھگڑیں۔ آخر آپ سے مغلوب ہوں۔ اس خانہ کا مالک خود خانہ
یا زوہم میں مقیم ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے۔ کہ آپ ہمیشہ امین
صادق القول اور صادق الوعدہ رہیں۔ فصیح البیان اور شیریں گفتگو
کرنے والے ہوں جو سننے والے کے دل میں اُتر جائے اور ذنب چونکہ یہاں
شرف میں ہے۔ اس لئے آپ کا اپنے دشمنوں پر غالب آنا ایک قطعی
امر ہے۔ اور بلند اقبال اور فخر بنی آدم ہونا بھی شرط ہے۔

سلام

بحضور سرورِ کائنات صلعم

(مثنوئ اسد گڑھ کا ایک ورق)

سلام اے رسولِ عرب فخرِ دوراں
سلام اے شہِ دین و محبوبِ یزداں
سلام اے غرورِ بنی نوعِ انساں!
سلام اے دلِ خلد و جانِ گلستاں
سلام اے جگر گوشۂ آلِ ہاشم
سلام اے علمدارِ افواجِ رحماں

سلام اے دلِ آمنہ کی تمنّا
کہ تو ہے جہانِ ہدایت کا سلطاں
تری ٹھوکروں میں سرِ شہریاری
ترے زیرِ پا مسندِ شہریاراں
سہے مسکرا کر کئے پار تو نے
جنوں کے تھپیڑے حوادث کے طوفاں
ترے ولولے جوش فرمانے والے
تری آرزوئیں غزلخواں و رقصاں
وہ اک زلزلہ کفر کی انجمن میں
وہ محشر بکف تیری گلبانگِ عرفاں
اُٹھایا بلندی پہ انساں کو تو نے
وُہ انساں کہ تھا غرقِ دریائے عصیاں
دل افزا تری تابشِ روئے انور
نظر حُسن افشاں جبیں نور افشاں

نہ لعل و گہر میں نہ شمس و قمر میں
وہ اک نور جو تیرے دل میں تھا غلطاں
جبینِ مقدس شفاعت بجلوہ
لبِ حسن گفتار رحمت بداماں
مجسم مداوائے زخمِ نہانی
سراپا علاجِ غم و دردِ پنہاں
ہُوا ختم تجھ پر کمالِ رسالت
لقب تو نے پایا ہے مہرِ رسولاں
یہ نورِ رسالت درخشاں رہے گا
ترا عشق تکمیلِ ایماں رہے گا

(۲)

سلام اے صداقت کے گنجِ نہانی!
سلام اے جہانِ فصاحت کے بانی
سلام اے حرم کی دعاؤں کے مرکز
حرم کی تجھے دی گئی پاسبانی

سلام اے محمدؐ کہ تیرے کرم نے
بدل ڈالی جنت میں دُنیائے فانی
چھڑیں جب خُدا کے تقدّس کی باتیں
ہوئی ختم لات و ہبل کی کہانی
حلیمی تکلّم میں عادت میں خُوبیں
زہے خوش کلامی زہے خوش بیانی
تری خندہ پیشانیوں پر تصدّق
گلوں کا تبسّم چمن کی جوانی
مہ و مہر سجدہ لوا تیرے در کے
ستاروں کے دل پہ تیری حکمرانی
وہ عرفاں کی موجوں پہ تیرا اُچھلنا
وُہ دریائے وحدت میں تیری روانی
کھُلیں جس کے پیتے ہی اسرارِ عالم
پلا ساقیا! وہ مئے ارغوانی!
قمرؔ ہے فقیرِ درِ گنجِ رحمت
نگاہِ کرم از رہِ مہربانی
سلام اے غریبوں کا غم کھانے والے
سلام اے دلوں میں اُتر جانے والے

ہندوستان کے مایۂ ناز شاعر اور ادیب

ماہرالقادری لکھتے ہیں

کہ

"قمر جیسے ادیبوں اور شاعروں کا ہمارے یہاں قحط ہے"

قمر اجنالوی ہندوستان کے ایک صحیح الفکر شاعر ہیں!

مثنوی اسلام

یعنی

(آنحضرت صلعم کے منظوم سوانح)

اردو ادب کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے بحر تقارب کی دلکش سروں میں کہے ہوئے وہ زندگی بخش اشعار جو آپ پر وجد طاری کردیں گے۔ اور آپ کیف عرفان میں مست و بے خود ہو جائیں گے۔

علاوہ تاریخ کے اردو شاعری کے دور ارتقاء کی صحیح یادگار

یہ کتاب

ہندوستان کے بلند پایہ شعراء و ادباء کے فنی مشوروں کے بعد منظر عام پر آرہی ہے

قیمت

چار روپے ـــــــ (زیر تدوین) ـــــــ

پتہ:- ادارۃ العالیہ مغلپورہ۔ لاہور۔

جناب عاصم ملک کی دو کتابیں

حضرت کرشن ؑ

سرزمینِ ہند کے اُس
اُولوالعزم نبی کے حالات
جس نے مہابھارت کے
میدان میں کھنچی ہوئی کمانوں
اور چمکتی ہوئی تلواروں کے
درمیان گیتا جیسا ایک
روحانی اپدیش دیا۔

(زیرِ اشاعت)

قیمت ۸/

حضرت نانک رح

حضرت نانک رح خطۂ پنجاب
میں پیدا ہوئے۔ آپ
نے صحیح راہِ نجات کو تلاش
کرنے کے لئے کن مصائب
کا سامنا کیا۔
اور آخر کار ـــــ

(زیرِ اشاعت)

قیمت ۸/

پتہ :- ادارۃ العالیہ مغلپورہ۔ لاہور

(عبدالستار سکریٹری تبلیغ نے باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر پبلشر عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں چھپوا کر گنج مغلپورہ سے شائع کی)